ربِ علیؑ

تحریر و تحقیق

سید علی اصغر عباس زیدی

فہرست

مقدمہ	3
قرآن میں رب کے معنی	4
آیات سے استدلال	11
روایات سے استدلال	72
مقصرین کو جواب	90
شیعہ قوم سے گزارش	97

FB ID

https://www.facebook.com/syed.aliasghar.7503

PAGE ID

https://www.facebook.com/Shia.Refrences/

مقدمہ

مذہب شیعہ اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے باقی ادیان سے ایک منفرد اور نمایاں مذہب ہے۔اوراسکی اصل انفرادیت یہ ہے کہ اس میں ہر عقیدہ اور عمل قرآن اور معصوم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔اور ہر دور میں اس مذہب کے دشمن اس کو ختم کرنے کیلیے بے تاب رہے ہیں۔ مگر شیعہ قوم اپنی جان ومال کے نزرانے پیش کر کے اپنے عقائد کی حفاظت کرتے رہے۔ مگرافسوس کہ یہ مذہب بیرونی دشمنان سے محفوظ رہا مگراندرونی دشمنان کے فتنے سے کافی نقصان میں رہاہے۔اوراس اندرونی سازش میں پاکستان کے ایک پڑوسی ملک کااہم کردار رہاہے۔اور یہ اندرونی نقصان اس وجہ سے بھی زیادہ نقصاندہ ثابت ہواہے کہ وہ اندرونی دشمن علماء کے لباس میں ملبوس ہیں جسکی وجہ سے کافی انکی اصلیت کو جاننے میں دھوکا کھاگئے۔اس اندرونی دشمنی کے اظہامیں کبھی ولایت کو باطل کہاگیاتو کبھی غیر معصومؑ کی اطاعت کو واجب قرار دیاگیاتو کبھی عزاداری کے خلاف فتوے دیئے گئے۔دیکھتے دیکھتے قوم کی حالت ایسی ہوگئی کہ جو قوم اہلبیتؑ کے جن فضائل ومناقب کوناصبیوں کے ساتھ مناظرہ کرکے ثابت کیاکرتے تھے انہی فضائل کو علمائے سوء اپنے قلم اور کلام سے جھوٹابولنے لگے۔جیساکہ دیکھنے میں آیاہے کہ مقصر مولا علیؑ کے رب ہونے کاانکار کر رہے ہیں۔اسی لیے یہ کتاب علیؑ رب لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس کتاب میں نے قرآنی آیات اور روایات سے استدلال کرکے مولا علیؑ کورب ثابت کیاہے سکین پیجز کے ساتھ۔امید ہیں مومنین اس سے مستفید ہوں گیں۔

دعاگو

والسلام

قرآن میں رب کے معنی

(وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ القیامة ۲۲.۲۳۔آیت میں کہا گیا ہے

(اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ) اپنے رب کی طرف نظر کریں گیں۔آیت نے یہ نہیں کہا کہ اپنے خدا کی طرف نظر کریں گیں۔ایسا اس لیے ہے کہ خدائی الوہیت ایسا خاص مقام ہے جس میں کسی کا اشتراک نہیں ہوتا جبکہ ربوبیت عام مقام ہے اس میں عمومیت کی وجہ سے اشتراک ہو سکتا ہے۔

دوسری آیت میں ہے وَّجَآءَ رَبُّكَ الفجر آیت 22 اور تیرا رب آگیا۔ یہاں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تیرا الہ آگیا۔

تیسری آیت میں ہے الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ البقرة آیت ٤٦ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔

چوتھی آیت میں ہے ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ الفجر ۲۸۔ تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔

ان تمام آیات میں نظر کرنا تجلی و ملاقات کو مخصوص کر دیا گیا ہے رب کے ساتھ الہ کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا کیونکہ دیکھنا تجلی کرنا ان جیسے افعال کا تعلق اس وجود سے ہوتا ہے جو کوئی ہییت و شکل و صورت رکھتا ہو اور آنا جانا جیسے افعال کا تعلق ہے ایسے اجسام سے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتے ہوں جبکہ جسم و جسمانیت اور انتقال ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تبدیل ہونا اللہ کے لیے محال

ہے، لہذا آیات میں نظر و رویت و تجلی وغیرہ جیسے الفاظ سے مراد وہ ہستی ہے جسے لغت میں رب کہتے ہیں۔ رب اصطلاحی نہیں لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے جسکے معنی ہیں مالک سید و سردار، مولا۔

اب آیئے آیات میں لفظ رب کی تطبیق کی طرف تو محمدؐ و علیؑ تمام بندوں کے سید و سردار ہیں اور دنیا و آخرت اور جو کچھ دنیا و آخرت میں ہے اسی کے مالک ہیں اور اللہ انکا رب اس معنی میں ہے کہ وہ انکا معبود ہے اور یہ خاص مقام ہے جو مخصوص ہے آسمان اور زمین کیلیے محمدؐ و علیؑ کے رب کیلیے جس نے انہیں اپنے سے جدا کیا انکو مختار بنایا اور وہ ان سے محبت کرتا ہے۔

آیئے قرآن سے حضرت یوسفؑ کا قصا دیکھتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ

تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے (وہ یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کر سکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔ (پارہ 12 سورہ یوسف آیت 23)

اس میں حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کو اپنا رب یعنی مالک فرمایا ہے۔ تو اب حضرت یوسف علیہ السلام پر کیا فتوی دیا جائیگا؟

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ

میرے جیل خانے کے رفیقو! تم میں سے ایک (جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ) تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اس کا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصلہ ہو چکا ہے (پارہ 12 سورہ یوسف آیت 41)

اس میں بھی حضرت یوسف نبی نے مصر کے مالک کے لئے رب کا لفظ استعمال کیا۔

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ

اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسف کئی برس جیل خانے میں رہے (پارہ 12 سورہ یوسف آیت 42)

یہاں بھی خود اللہ نے مصر کے بادشاہ کے لئے رب کا لفظ استعمال کیا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ

بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے (پارہ 12 سورہ یوسف آیت 50)

یہاں پر آکر ہر بات ٹھیک سے واضح ہو جاتی ہے کہ ایک ہی آیت میں مصر کے مالک کو بھی رب کہا گیا اور اسی میں ہی خدا کے لئے بھی رب کا لفظ آیا لیکن مصر کے بادشاہ کے لئے رب کا لفظ مجازی معنوں میں آیا ہے جو کہ ہمارے موقف کی کڑی دلیل ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرماں

(پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 24)

یہاں پر بھی صاف الفاظ میں والدین کو رب کہا گیا ہے۔ تو جب اللہ کی کتاب مطہر قرآن پاک میں غیر اللہ کو رب فرمایا گیا ہے تو پھر انہیں معنوں میں اگر آئمہ اطہار کو رب کہا جائے تو ناصبیوں کا گندا خون جوش کیوں مارتا ہے ؟؟؟

لفظ رب کے معنی لغت سے دیکھتے ہیں۔

مشہور عربی لغت مصباح اللغات ملاحظہ کریں

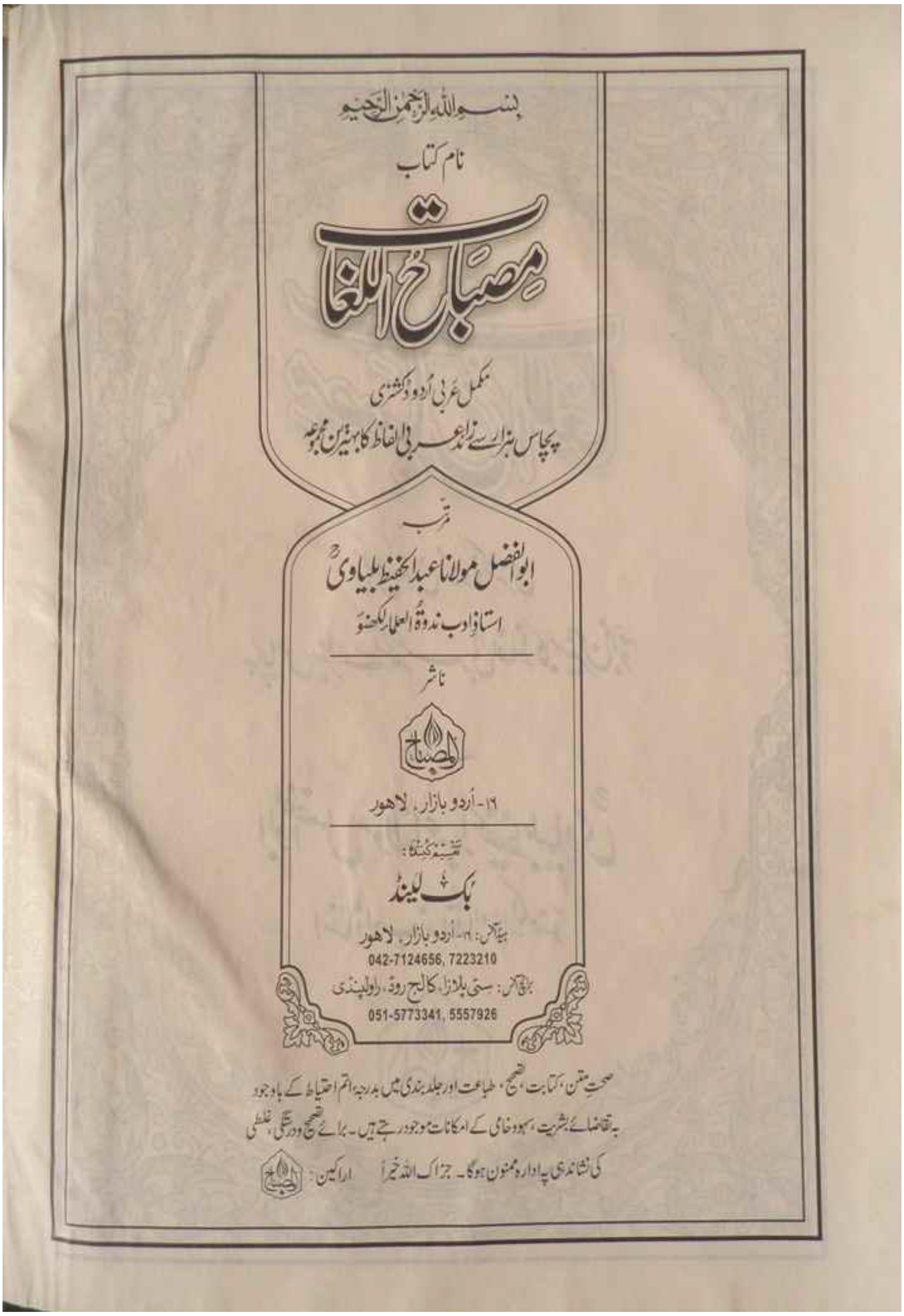

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب

مصباح اللغات

مکمل عربی اُردو ڈکشنری

پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ کا بہترین مجموعہ

مرتب

ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ

استاذ ادب ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

المصباح

۱۶- اُردو بازار، لاہور

تقسیم کنندہ:

بک لینڈ

ہیڈ آفس: ۱۶- اُردو بازار، لاہور

042-7124656, 7223210

برانچ آفس: سٹی پلازا، کالج روڈ، راولپنڈی

051-5773341, 5557926

صحتِ متن، کتابت، تصحیح، طباعت اور جلد بندی میں بدرجہ اتم احتیاط کے باوجود بہ تقاضائے بشریت، سہو وخامی کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ برائے تصحیح و درستگی، غلطی کی نشاندہی پر ادارہ ممنون ہوگا۔ جزاک اللہ خیراً اراکین: المصباح

— الزند: آگ نکلنا — الرایۃ: جھنڈا گاڑنا
رأیت ترئیۃ۔ خلاف حقیقت دکھانا۔
راءیتہ مراءاۃ ورئاء۔ خلاف حقیقت دکھانا۔ ورائیتہ مراءاۃ: باہم مشورہ کرنا۔

أرأی إرءاء۔ عقل ورائے والا ہونا۔ چہرے میں حماقت ظاہر ہونا۔ آئینہ میں دکھنا دکھاوے کے لئے کام کرنا۔ پھیپھڑے کے درد والا ہونا۔ بہت خوش منظر ہونا۔ دیکھنے کے وقت پلکوں کو ہلانا — الرایۃ: جھنڈا گاڑنا۔ — الحامل من غیر ذوات الحافر والسبع: تھن سے حاملہ معلوم ہونا۔ صفت (مُرءٍ و مُرئیۃ)

أراہ یریہ إراءۃ وإراءۃ۔ الشیء: دکھانا۔ صفت مذکر (مُرٍ) صفت مؤنث مُریۃ کہا جاتا ہے "أرنی برأیک" مجھے مشورہ دو۔ "أری اللہ بفلان" خدا تعالیٰ فلاں کو عذاب دیں اور اس کے دشمن کو وہ دکھلائیں جس پر وہ خوش ہو۔

ترأی وتراءی۔ فی المرآۃ: آئینہ میں دیکھنا۔ ترأی وتراءی لہ: دیکھنے کے درپے ہونا۔ وترائی الناس۔ ایک دوسرے کو دیکھنا اور کہا جاتا ہے "ترائینا فی الأمر" ہم نے معاملہ میں غور کیا۔ "ترأی برأی فلان" وہ فلاں کا ہم خیال ہوگیا۔ "ترائی لی أن الأمر کیت کیت" میرے لئے یہ ظاہر ہوگیا کہ معاملہ ایسا ہے۔ "ترائینا الہلال" ہم نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔

ارتأی۔ الأمر: غور کرنا۔ شک کرنا۔ سوچنا
استرأی۔ ہ: دیدار چاہنا۔ رائے طلب کرنا۔ کہا جاتا ہے "استرأیتہ واسترئیتہ" استرأی بالمرآۃ: آئینہ سے دیکھنا۔

الرأی۔ رائے۔ اعتقاد۔ تم کہتے ہو "رأیی کذا" میرا اعتقاد ایسا ہے۔ تدبیر کی رسائی۔ ج آراء و أرآء۔

الرئی والرئی والرواء والری۔ منظر اور حسن منظر۔

الرؤیا۔ خواب ج رؤی۔ کہا جاتا ہے۔ "تجارعین جن رؤیا أو رأیا" وہ اس وقت آیا جبکہ تاریکی خوب ہوگئی۔

الرؤیۃ۔ آنکھ یا دل سے دیکھنا۔ ج رؤی

الرئیۃ۔ دیکھنا۔

الرئاء۔ مص۔ حقیقت کے خلاف دکھاوا۔ کہا جاتا ہے "فعل ذلک رئاء" اس نے اس کو نمود اور دکھاوے کے لئے کیا۔ اور کہا جاتا ہے "ہم رئاء ألف" وہ لوگ دیکھنے میں تقریباً ہزار ہیں۔ "قوم رئاء" ایک دوسرے کے مقابل قوم "دورنا رئاء" ہمارے گھر ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

الترئیۃ۔ منظر یا حسن منظر۔

الرءاء۔ بہت دیکھنے والا۔

الرئۃ۔ پھیپھڑا۔ ج رئات ورئون اور نسبت کے لئے (رئوی)

رئی۔ القوم: قوم کا سردار جس کی رائے سے سب اتفاق کریں۔ الرئی: بڑا سانپ کپڑا جو خریدار کے سامنے پھیلایا جائے۔ ہو (أرأی) بکذا: وہ اس کے لائق ہے۔

المرآۃ۔ آئینہ۔ ج مراءٍ و مرایا۔ اس سے فعل کا اشتقاق کرتے ہیں جیسے "یتمرأی" یعنی وہ آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ رہا ہے (اسکو سیبویہ نے بیان کیا ہے)

المرأی والمرآۃ۔ منظر۔ کہا جاتا ہے "ہو مرآۃ بکذا" وہ اس کے لائق ہے۔ "وتخبرہ عن مجہولہ مرآتہ" اس کا ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے۔ "ہو منی مرأی ومسمع أو بمرأی ومسمع" وہ ایسی جگہ ہے کہ میں اس کو دیکھ سکتا اور اس کی بات سن سکتا ہوں۔

ربّ (ن) ربّا۔ القوم: بالادست ہونا انتظام کرنا — النعمۃ: زیادہ کرنا — الشیء: جمع کرنا مالک ہونا — الأمر: کسی کام کو درست کرنا۔

— الدہن: تیل کو عمدہ خوشبودار بنانا۔ — بالمکان: اقامت کرنا۔ — ربّا وربابا — الزق: مشک پر کھجور کا شیرہ مل دینا تاکہ اچھی ہوجائے اور گھی وغیرہ نہ بگڑے۔ (— ربّا وربّب تربیبا وتربّۃ وارتبّ ارتبابا) الولد: لڑکے کی بالغ ہونے تک پرورش کرنا درجہ بدرجہ کمال کو پہونچانا۔ — وربّب الدہن تیل کو عمدہ اور خوشبودار بنانا۔

أربّ۔ بالمکان: اقامت کرنا — بہ: قریب ہونا۔ کہا جاتا ہے "أربّت السحابۃ" جبکہ لگاتار برسے۔

تربّب۔ القوم: اکٹھا ہونا — الصبی: بچے کے بالغ ہونے تک پرورش کرنا تم کہتے ہو "رأیتہ یتربّب أرضکم" میں نے دیکھا کہ وہ تمہاری زمین پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کررہا تھا۔

أربّ۔ العنب: انگور کا پکانے سے رُب تیار ہونا۔

الربّ۔ مص۔ مالک۔ سردار۔ درست کرنے والا۔ پرورش کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ اور اس کی طرف نسبت کے لئے (ربّی وربّانی وربوبی)

الربّانی۔ عارف باللہ۔ عالم۔

الربّۃ۔ ربّ کا مؤنث۔ دیوی۔ مالکہ گھر۔

الرِبّۃ۔ بڑی جماعت۔ ایک قسم کا درخت ج أربّۃ ورِباب۔

الرُبّ۔ پھلوں کے رس کو پکا کر گاڑھا کیا ہوا شیرہ۔ ج رِباب ورُبوب

رُبّ ورُبّۃ ورُبّما ورُبّتما۔ حرف جر ہے حسب سیاق کلام تکثیر و تقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ اور نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور زائد کے حکم میں ہوتا ہے اور نکرہ کے لئے شرط ہے کہ موصوف ہو۔ اور جب اس کے آخر میں "ما" لاحق ہوتا ہے تو عمل نہیں کرتا اور اس صورت

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رب لفظ کے کئی سارے معنی ہیں اور قابل غور بات یہ ہے کہ رب لفظ کا مونث ربۃ بھی موجود ہے تو اب تو اس بات کا سوال ہی نہیں اٹھتا کہ لفظ رب اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ **اگر یہ اللہ کے ساتھ مخصوص کیا جائے تو پھر معاذ اللہ خدا کا مونث بھی ماننا پڑے گا۔**

آیئے اب قرآنی آیات اور شیعہ تفاسیر سے دیکھتے ہیں کہ کیا آل محمد رب ہیں کہ نہیں۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا سورۃ الزمر آیت ٦٩

اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ

عن المفضل عن الامام الصادق فی آیة واشرقت الأرض بنور ربها قال رب الارض یعنی امام الارض

زمین کے رب سے مراد زمین کا امام ہے.

نوٹ جو نور چمکتا ہے وہ نظر آتا ہے اور جو نظر آتا ہے وہ اللہ نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اس چمکنے والے نور کو اللہ کہہ رہا ہے تو آیات کا منکر ہے اور آل محمد علیھم السلام کے اقوال کا انکاری ہے.

حوالاجات ملاحظہ ہوں۔

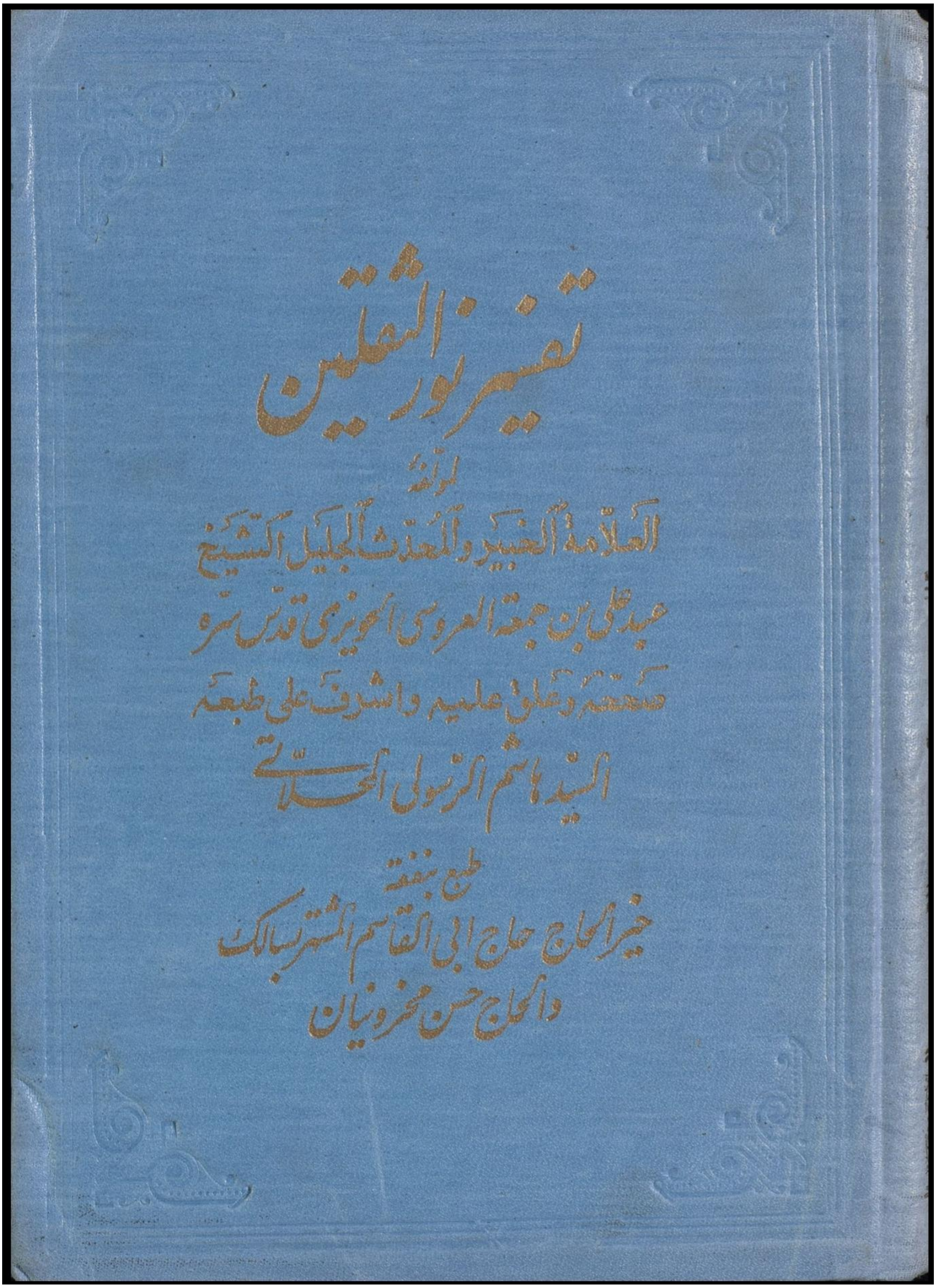
تفسير نور الثقلين
لمؤلفه
العلامة الخبير والمحدث الجليل الشيخ
عبد علي بن جمعة العروسي الحويزي قدس سره
صححه وعلق عليه واشرف على طبعه
السيد هاشم الرسولي المحلاتي
طبع بنفقة
خير الحاج حاج ابي القاسم المشتهر بسالك
والحاج حسن مخزونيان

ثم أعيدت الاشياء كما بدأها مدبرها ، وذلك اربعمأة سنة تسبت (١) فيها الخلق وذلك بين النفختين .

١١٨ ـ **في مجمع البيان** **فصعق من في السماوات ومن في الارض الا من شاء الله** اختلف في المستثنى فقيل: هم جبرئيل وميكائيل واسرافيل وملك الموت و هو المروي في حديث مرفوع .

١١٩ ـ وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله انه سأل جبرئيل عن هذه الآية من ذا الذي لم يشأ الله أن يصعقهم ؟ قال : هم الشهداء متقلدون أسيافهم حول العرش وقال قتادة في حديث رفعه: انما بين النفختين أربعون سنة .

قال عز من قائل : **فاذا هم قيام ينظرون.**

١٢٠ ـ **في تفسير علي بن ابراهيم** حدثني أبي عن ابن أبي عمير عن جميل بن دراج عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اذا أراد الله أن يبعث الخلق أمطر السمآء على الارض أربعين صباحاً ، فاجتمعت الاوصال (٢) ونبتت اللحوم ،و قال : أتى جبرئيل عليه السلام رسول الله صلى الله عليه وآله فأخذ بيده و أخرجه الى البقيع فانتهى به الى قبر ، فصوت بصاحبه فقال : قم بأمر الله فخرج منه رجل أبيض الرأس و اللحية يمسح التراب عن رأسه وهو يقول : الحمدلله والله أكبر، فقال جبرئيل عليه السلام : عد باذن الله ثم انتهى به الى قبر آخر فقال : قم باذن الله ، فخرج منه رجل مسود الوجه وهو يقول: ياحسرتاه ياثبوراه ، ثم قال جبرئيل عليه السلام : عد الى ما كنت فيه باذن الله عزوجل، فقال : يامحمد هكذا يحشرون يوم القيامة ، فالمؤمنون يقولون هذا القول ،و هؤلاء يقولون ماترى .

١٢١ ـ حدثنا محمد بن أبي عبدالله قال : حدثنا جعفر بن محمد قال: حدثني القاسم بن الربيع قال : حدثني صباح المدائني قال : حدثنا المفضل بن عمر أنه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : في قوله عزوجل : **واشرقت الارض بنور ربها** قال : رب الارض يعني امام الارض ، قلت : فاذا خرج يكون ماذا ؟ قال : اذا يستغني الناس عن

---

(١) سبت : استراح .

(٢) قال الجوهري : الاوصال : المفاصل .

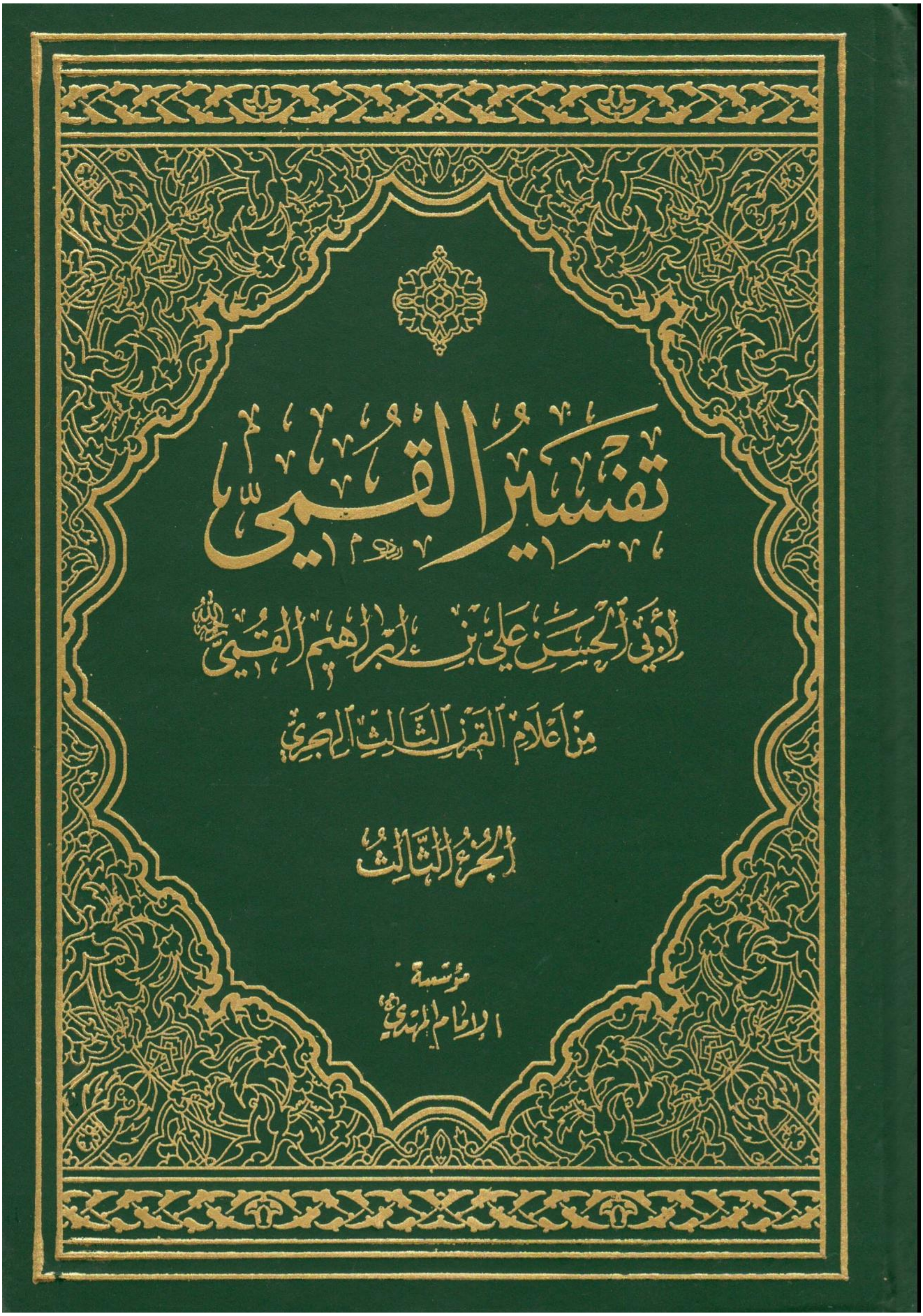
تفسير القمي
لأبي الحسن علي بن إبراهيم القمي رحمه الله
من أعلام القرن الثالث الهجري
الجزء الثالث
مؤسسة
الإمام المهدي

قوله: ﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾ «٦٩»

١١ـ حدّثنا محمّد بن أبي عبدالله، قال: حدّثنا جعفر بن محمّد، قال: حدّثني القاسم ابن الربيع، قال: حدّثني صبّاح المدائني، قال: حدّثنا المفضّل بن عمر أنّه سمع أبا عبدالله عليه السلام، يقول في قوله: ﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾ قال: ربّ الأرض يعني إمام الأرض. [ف]قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال: إذاً يستغني الناس عن ضَوء الشمس ونور القمر. ويجتزئون بنور الإمام.(١)

وقال عليّ بن إبراهيم في قوله: ﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ﴾

قال: الشهداء: الأئمّة عليهم السلام والدليل على ذلك قوله في سورة الحجّ: ﴿لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا ـ أنتم يا معشر الأئمّة ـ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾.(٢) (٣)

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ ـ إلى قوله ـ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ «٧٣»

وقوله: ﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَراً ـ أي جماعة ـ حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ﴾ أي طابت مواليدكم، لأنّه لا يدخل الجنّة إلّا طيّب المولد ﴿فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾.(٤)

١٢ـ قال أمير المؤمنين عليه السلام: إنّ فلاناً وفلاناً غصبونا حقّنا واشتروا به الإماء وتزوّجوا به النساء، ألا وإنّا قد جعلنا شيعتنا من ذلك في حلّ لتطيب مواليدهم.(٥)

---

(١) عنه البحار: ٣٢٦/٧ ح ١، والبرهان: ٧٣٣/٤ ح ١، ونور الثقلين: ٣١٣/٦ ح ١٢٠، وحلية الأبرار: ٣٣٧/٥ ح ٤.

(٢) الحجّ: ٧٨. (٣) عنه البحار: ٣٤١/٢٣ ح ٢٠ (قطعة)، والبرهان: ٧٣٥/٤ ح ٣.

(٤) عنه البحار: ١٢٥/٨ صدر ح ٢٥، وج ١٤٧/٢٧ صدر ح ٧، وج ١٨٦/٩٦ صدر ح ٦، والبرهان: ٧٣٥/٤ ح ١، ومستدرك الوسائل: ٣٠٣/٧ صدر ح ٢.

(٥) عنه البحار: ١٤٧/٢٧ ذح ٧، وج ١٨٦/٩٦ ذح ٦، والبرهان: ٧٣٥/٤ ح ٢، ومستدرك الوسائل: ٣٠٣/٧ ذح ٢، ونور الثقلين: ٣١٧/٦ ح ١٤٠.

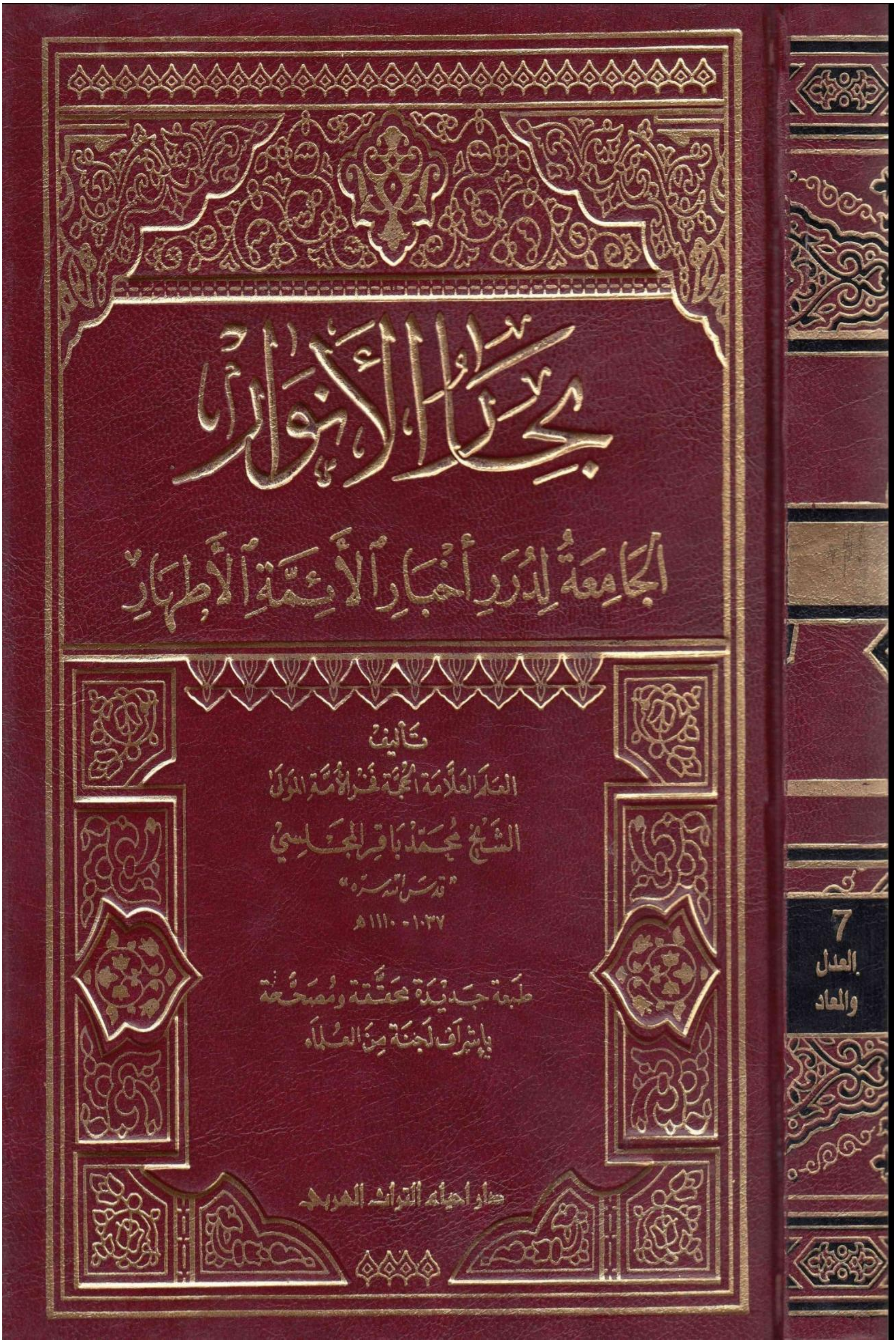
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار إحياء التراث العربي
7
العدل والمعاد

﴿باب ١٧﴾

(الوسيلة وما يظهر من منزلة النبي وأهل بيته صلوات الله عليهم) (في القيامة)

الآيات ، التحريم «٦٦» ويدخلكم جنّات تجري من تحتها الأنهار يوم لا يخزي الله النبيّ والّذين آمنوا معه نورهم يسعى بين أيديهم وبأيمانهم يقولون ربّنا أتمم لنا نورنا واغفر لنا إنّك على كلّ شيء قدير . ٧

الضحى «٩٣» وللآخرة خيرٌ لك من الأولى ✿ ولسوف يعطيك ربّك فترضى ٤-٥

١ - **فس** : محمّد بن أبي عبدالله ، عن جعفر بن محمّد ، عن القاسم بن الربيع ، عن صباح المزنيّ ، عن المفضّل بن عمر أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول في قول الله : « وأشرقت الأرض بنور ربّها » قال : ربّ الأرض إمام الأرض ، قلت : فإذا خرج يكون ماذا ؟ قال : إذاً يستغني النّاس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزؤون بنور الإمام «ص٥٨١» .

٢ - **فس** : أبي ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وآله يقول : إذا سألتم الله فاسألوا لي الوسيلة ، فسألنا النبيّ صلّى الله عليه وآله عن الوسيلة فقال : هي درجتي في الجنّة ، وهي ألف مرقاة جوهر ، إلى مرقاة زبرجد ، إلى مرقاة لؤلؤة ، إلى مرقاة ذهب ، إلى مرقاة فضّة فيؤتى بها يوم القيامة حتّى تنصب مع درجة النبيّين فهي في درجة النبيّين كالقمر بين الكواكب ، فلا يبقى يومئذ نبيّ ولا شهيد ولا صدّيق إلّا قال : طوبى لمن كانت هذه درجته ، فينادي المنادي ويسمع النداء جميع النبيّين والصدّيقين والشهداء والمؤمنين : هذه درجة محمّد صلّى الله عليه وآله ، فقال رسول الله صلّى الله عليه وآله : فأقبل يومئذ متّزراً بريطة من نور ، عليّ[1] تاج الملك وإكليل الكرامة وعليّ بن أبي طالب أمامي وبيده لوائي وهو لواء الحمد ، مكتوب عليه : لا إله إلّا الله محمّد رسول الله المفلحون هم الفائزون بالله ؛ فإذا

(١) في المصدر : على رأسي اه . م

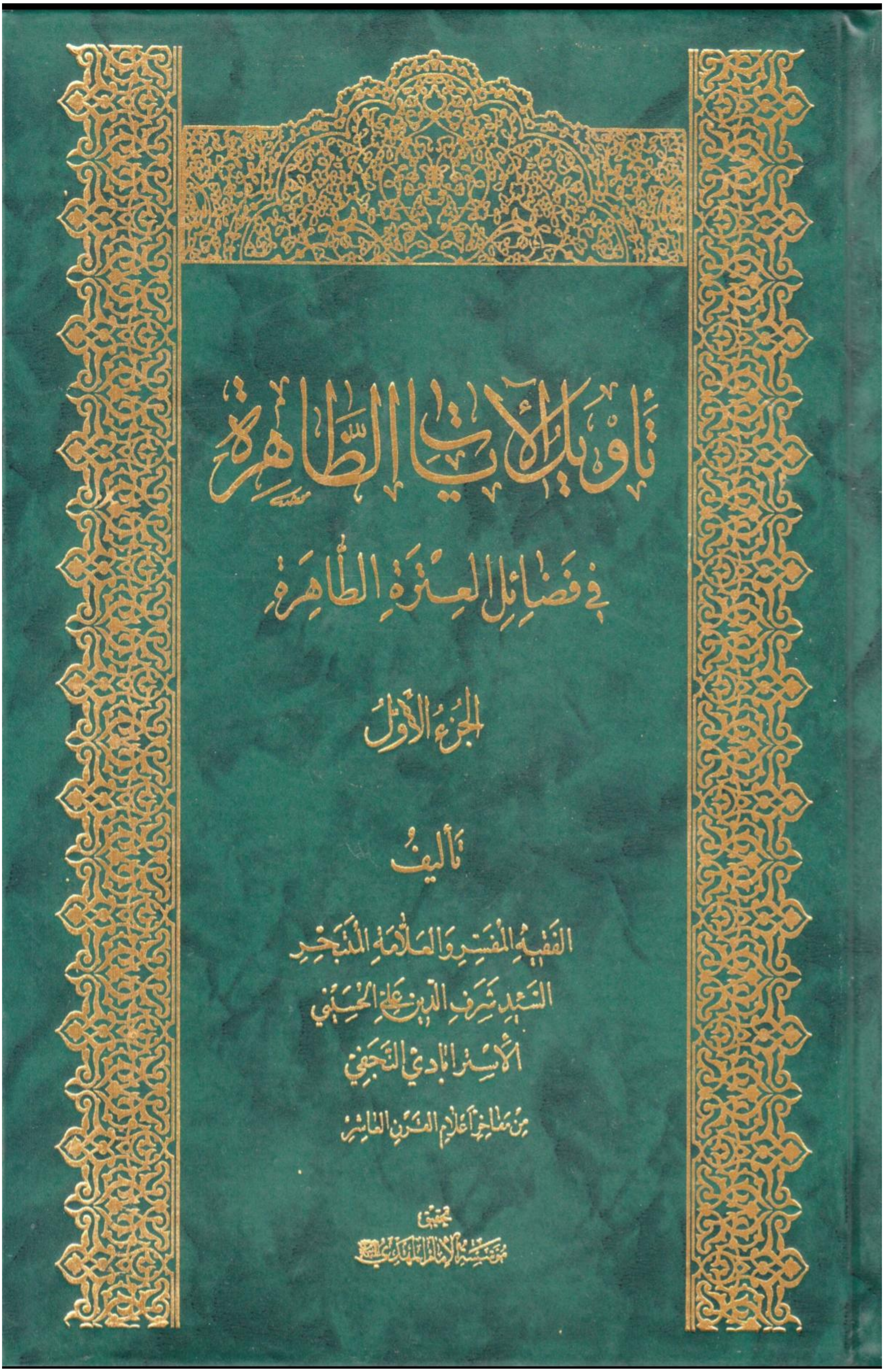
تأويل الآيات الظاهرة
في فضائل العترة الطاهرة
الجزء الأول
تأليف
الفقيه المفسر والعلامة المتبحر
السيد شرف الدين علي الحسيني
الأسترابادي النجفي
من مفاخر أعلام القرن العاشر
تحقيق
مؤسسة الإمام المهدي

ألا وإنّا قد جعلنا شيعتنا من ذلك في حلّ لتطيب مواليدهم.[١]

٣٧ـ عليّ بن إبراهيم، عن جعفر بن محمّد، عن القاسم بن الربيع، عن صباح المدائني، عن المفضّل بن عمر [أنّه سمع أبا عبدالله يقول:] في قوله تعالى: **﴿وَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾** قال: ربّ الأرض [يعني] إمام الأرض[٢].

قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال:

إذاً يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر، ويجتزئون بنور الإمام.[٣]

وقوله تعالى: **﴿وَ قٰالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنٰا وَعْدَهُ وَ أَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشٰاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰامِلِينَ﴾** «٧٤»

٣٨ـ تأويله: ماذكره الكراجكي في كنز الفوائد، بإسناده عن رجاله، مرفوعاً إلى أبي عبدالله قال: إذا كان يوم القيامة يقبل قوم على نجائب من نور، ينادون بأعلى أصواتهم: الحمد لله الّذي صدقنا وعده وأورثنا أرضه، نتبوّأ من الجنّة حيث نشاء. قال: فتقول الخلائق: هذه زمرة الأنبياء، فإذا النداء من قبل الله عزّ وجلّ:

هؤلاء شيعة عليّ بن أبي طالب، فهم صفوتي من عبادي وخيرتي من بريّتي.

فتقول الخلائق: إلهنا وسيّدنا بما نالوا هذه الدرجة؟

فإذا النداء من ـ قبل ـ الله تعالى «بتختّمهم في اليمين وصلاتهم إحدى وخمسين وإطعامهم المسكين، وتعفيرهم الجبين، وجهرهم ببسم الله الرحمن الرحيم».[٤]

٣٩ـ وروى عليّ بن إبراهيم، عن أبيه عن إسماعيل بن همّام، عن أبي

---

١ ـ تفسير القمّيّ: ٢/٢٢٤، وعنه البحار: ٩٦/١٨٦ ح٦، والبرهان: ٤/٧٣٥ ح٢.

٢ ـ في نسخة «أ» والإمام.

٣ ـ تفسير القمّي: ٢/٢٢٤، عنه البحار: ٧/٣٢٦ ح١، والبرهان: ٤/٧٣٣ ح١، والحديث من نسخة «أ».

٤ ـ أخرجه في البحار: ٣٦/٦٩ ح١٦، عن كنزالكراجكي ولم نجده فيه، وفي البحار: ٨٥/٧٩ ح١٩، والمستدرك: ٤/١٨٦ ح١٠، عن كنز الكراجكي وأعلام الدين: ٤٤٧.

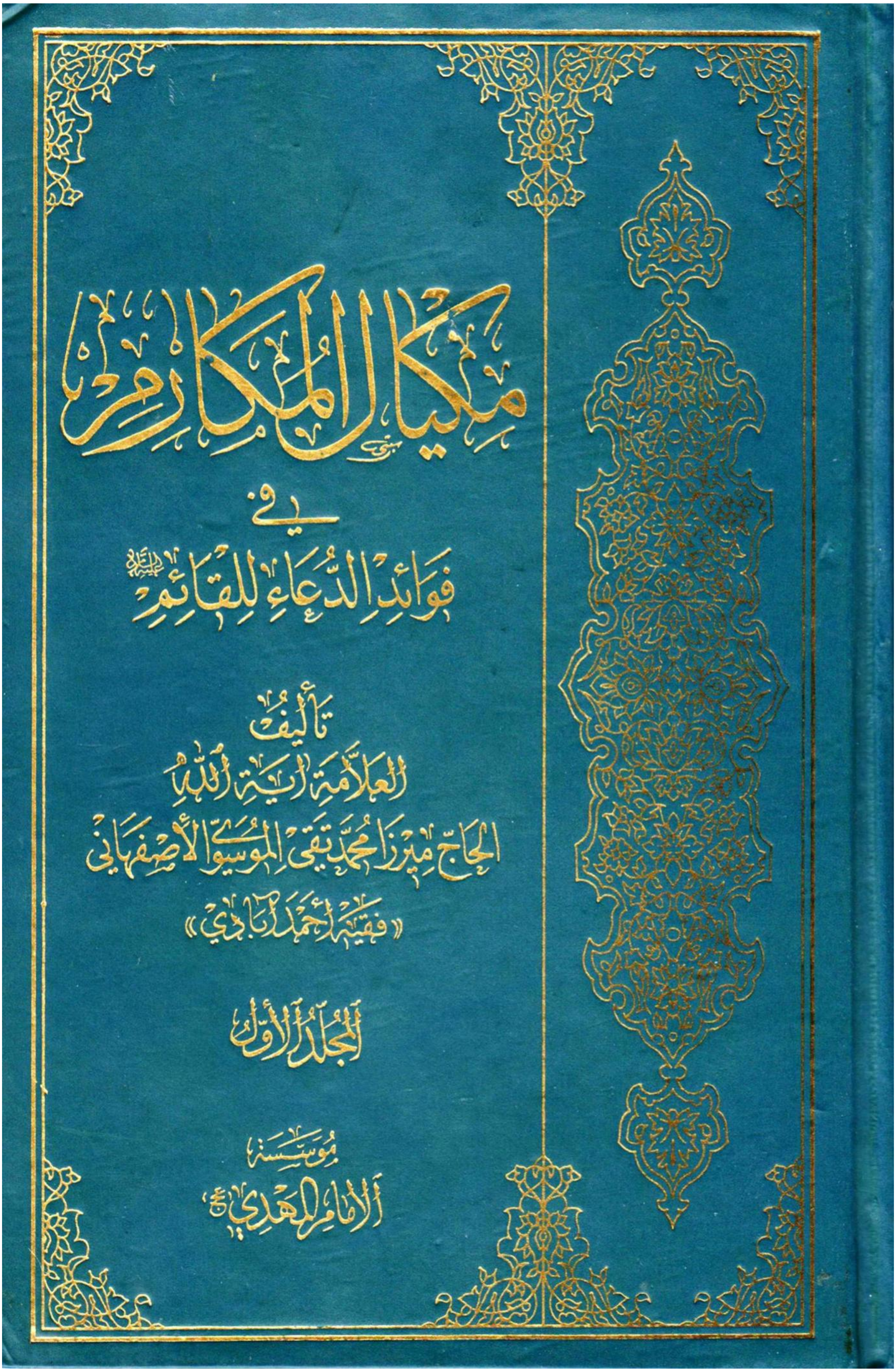
مكيال المكارم
في
فوائد الدعاء للقائم عليه السلام
تأليف
العلامة آية الله
الحاج ميرزا محمد تقي الموسوي الأصفهاني
«فقيه أحمد آبادي»
المجلد الأول
مؤسسة
الإمام المهدي عج

السيّد الجليل فلم أره، وإذا بالدنيا مظلمة للغاية، وأصابني المطر،

فجعلت أُنادي: يا سيّدنا، يامولانا، تفضّل فقد فتحت الباب، ورجعت إلى ورائي أتفحّص عنه وأنادي فلم أر أحداً أصلاً، وأضرّ بي الهواء والمطر والبرد في ذلك الزمان القليل، فدخلت المسجد، وانتبهت من غفلتي، وكأنّي كنت نائماً فاستيقظت، وجعلت ألوم نفسي على عدم التنبّه لما كنت أرى من الآيات الباهرة وأتذكّر ما شاهدته وأنا غافل من كراماته، من الضياء العظيم في المقام الشريف مع أنّي لم أر سراجاً، ولو كان في ذلك المقام عشرون سراجاً لما وفى بذلك الضياء، وذكرت أنّ ذلك السيّد الجليل سمّاني باسمي، مع أنّي لم أعرفه، ولم أره قبل ذلك، وتذكّرت أنّي لمّا كنت في المقام كنت أنظر إلى فضاء المسجد فأرى الظلام الشديد، وأسمع صوت المطر والرعد، وأنّي لمّا خرجت من المقام مصاحباً له سلام الله عليه كنت أمشي في ضياء، بحيث أرى موضع قدمي، والارض يابسة، والهواء عذب، حتّى وصلنا إلى باب المسجد، ومنذ فارقني شاهدت الظلمة والمطر وصعوبة الهواء إلى غير ذلك من الأمور العجيبة الّتي أفادتني اليقين بأنّه الحجّة صاحب الزمان عليه السلام الّذي كنت أتمنّى من فضل الله [تعالى] التشرّف برؤيته، وتحمّلت مشاقّ عمل الإستجارة عند قوّة الحرّ والبرد لمطالعة حضرته سلام الله عليه، فشكرت الله تعالى شانه والحمد لله.

إنتهى كلامه، رفع مقامه.(١)

وأمّا القسم الرابع: وهو إشراق نوره في زمان ظهوره، فعلى نحوين أيضاً: باطنيّ وظاهريّ، ويدلّ على الأوّل ما مرّ في القسم الثالث.

٥٧٨ـ وعلى الثاني، ما رواه الشيخ الجليل عليّ بن إبراهيم القمّي (ره) في تفسيره: مسنداً عن المفضّل بن عمر (ره)، أنّه سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول في قول الله تعالى: ﴿**وَأَشْرَقَتِ الأرضُ بِنُورِ رَبِّهَا**﴾(٢)

(١)البحار: ٣٠٩/٥٣ رقم الحكاية: ٥٨. (٢)الزمر: ٦٩.

قال: ربّ الارض يعني إمام الارض، قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال عليه السلام: إذاً يستغني الناس عن ضوء الشمس، ونور القمر، ويجتزون بنور الإمام.(١)

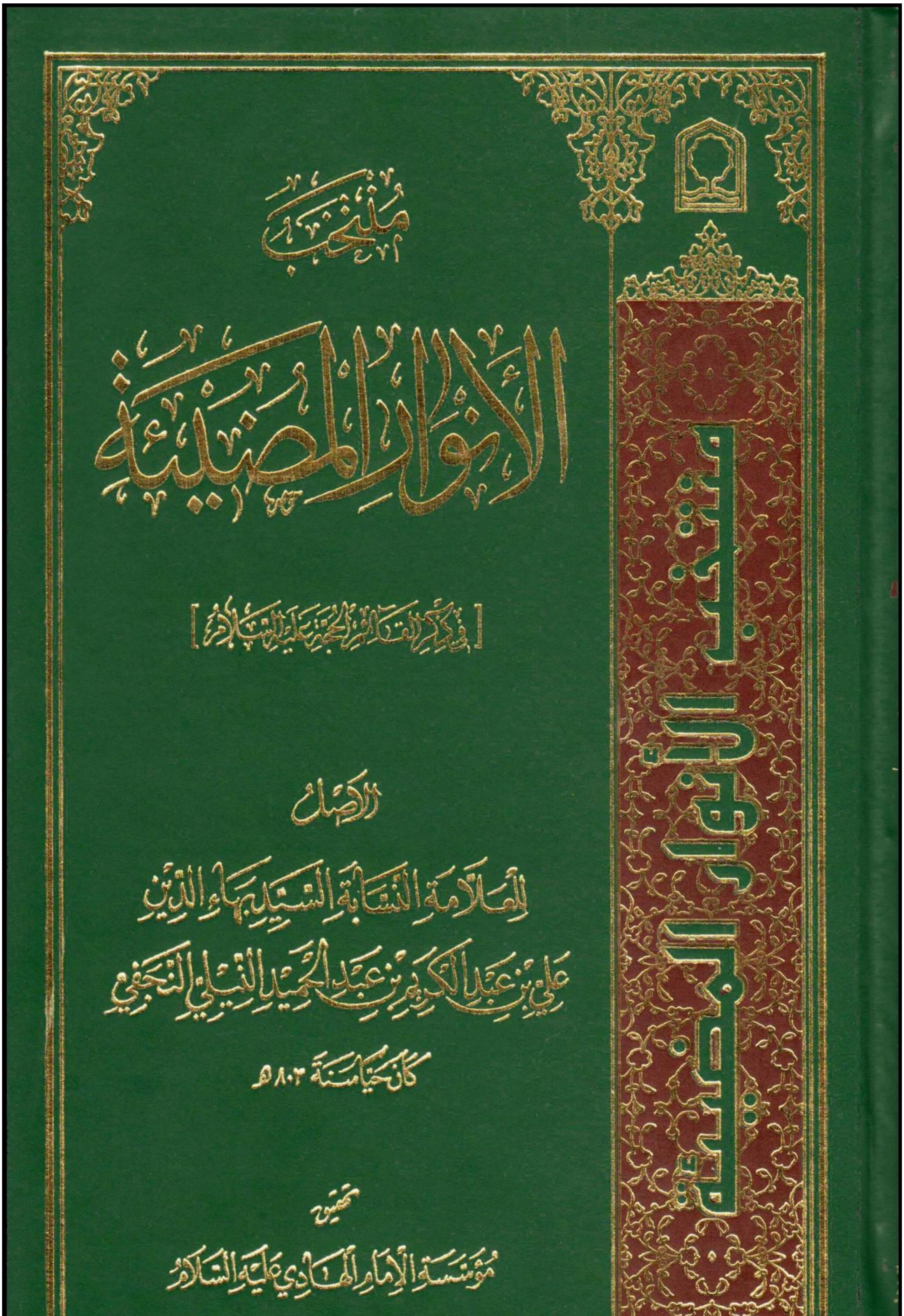
منتخب
الأنوار المضيئة
[في ذكر القائم الحجة عليه السلام]
الأصل
للعلامة النسابة السيد بهاء الدين
علي بن عبد الكريم بن عبد الحميد النيلي النجفي
كان حيا سنة ٨٠٣ هـ
تحقيق
مؤسسة الإمام الهادي عليه السلام

الشّمس، وصار اللّيل والنّهار واحداً وذهبت الظّلمة، ويُعمَّر الرّجل في ملكه حتّى يولد[١] له ألف ذكر ولا يولد فيهم أنثى. ويبني في ظهر الكوفة مسجداً[٢] له ألف باب. وتتّصل[٣] بيوت الكوفة بنهر كربلاء وبالحيرة[٤]، حتّى يخرج الرّجل يوم الجمعة على بغلة سفواء[٥] يريد الجمعة فلا يدركها.[٦]

وبالطّريق المذكور عن أبي عبداللهؑ: أنّه ذكر مسجد السّهلة فقال: هومنزل قائمنا[٧] إذا قدم[٨] بأهله.[٩]

---

١ ـ «حتّى تولد» ب، ح .   ٢ ـ «مسجد» ح .   ٣ ـ «ويتّصل» أ، ح .

٤ ـ الحِيرَة ـ بالكسر ثمّ السّكون، وراء ـ: مدينة كانت على ثلاثة أميال من الكوفة، على موضع يقال له: النّجف. «معجم البلدان: ٣٢٨/٢» .

٥ ـ بغلة سَفْواء: خفيفة سريعة. «الصّحاح: ٢٣٧٨/٦ ـ سفى ـ» .

٦ ـ الغيبة للطّوسي: ٢٨٠ بتفاوت يسير. وفي دلائـل الإمـامة: ٢٤١ وص ٢٦٠ ـ ٢٦١ صـدره باختلاف في بعض ألفاظه. وصدره أيـضاً في الإرشـاد: ٣٨١/٢ وروضـة الواعـظين: ٢٦٤، وإعلام الورى: ٢٩٣/٢، وكشف الغمّة: ٢٥٤/٣ . وقطعة منه في الإرشاد: ٣٨٠/٢، وإعـلام الورى: ٢٨٧/٢، وكشف الغمّة: ٢٥٣/٣. عن بعضها إثبات الهداة: ٥١٥/٣ ح٣٦٣ وص٥٥٥ ح٥٩٠، والبحار: ٣٣٠/٥٢ ح٥٢ وص٣٣٧ ح٧٦ .

وفي تفسير القمي: ٢٥٣/٢ ذيل قوله تعالى: ﴿وأشرقت الأرض بنور ربّها﴾ (سورة الزّمر: ٦٩) بإسناده عن المفضّل بن عمر: أنّه سمع أبا عبداللهؑ يقول في قوله: ﴿وأشرقت الأرض بنور ربّها﴾ قال: ربّ الأرض يعني إمام الأرض. فقلت: فإذا خرج، يكـون مـاذا؟ قـال: إذاً يستغني النّاس عن ضوء الشّمس ونور القمر، ويجتزون بنور الإمام.

٧ ـ «صاحبنا» المصادر .   ٨ ـ «قام» المصادر .

٩ ـ الكافي: ٤٩٥/٣ ح٢، والإرشاد ٣٨٠/٢، والتّهذيب: ٢٥٢/٣ ح١٢/٦٩٢، والغيبة للطّوسي: ٢٨٢ مـثله. وفي كشـف الغـمّة: ٢٥٣/٣، والصّراط المسـتقيم: ٢٥١/٢ عـن الإرشـاد؛ وفي الوسائل: ٢٦٧/٥ ـ باب استحباب الصّلاة في مسجد السّهلة ـ ح٤/٦٥٠٧ وذيل ح٥/٦٥٠٨ ⇦

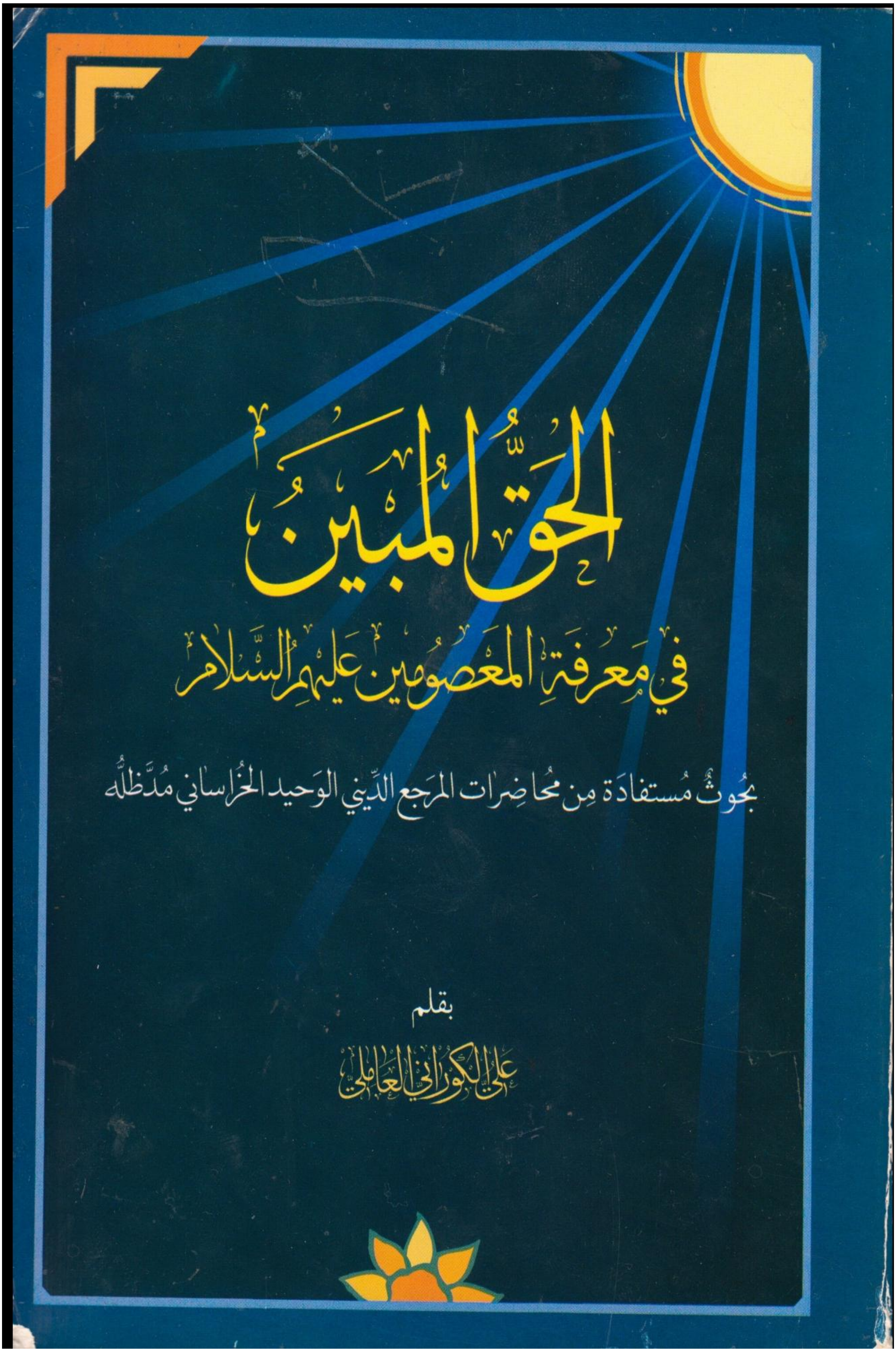
الحقُّ المُبين
في مَعرفةِ المَعصومين عليهم السَّلام
بُحوثٌ مُستفادَة مِن مُحاضَرات المَرجع الدِّيني الوَحيد الخُراساني مُدَّظلُّه
بقلم
علي الكوراني العاملي

إن معرفة ولي الله الأعظمعليه السلام تحتاج الى أن يشمر خواص العلماء الأتقياء الذين اشتغلوا سنين طويلة في معالجة المسائل الفكرية ، ويدرسوا تعابير المعصومين عليهم السلام الواردة في الأدعية والزيارات ، ويستخرجوا من كنوزها ! كم قرأنا هذه العبارة في دعاء الندبة:**بنفسي أنتَ من عقيدِ عزٍ لا يُسَامَى**، لكن مهما فكرنا فيها لوعي معناها لكان قليلاً! فمامعنى **(عقيد العز)** ومن أي دوحة تفرع، والى أين بلغت رفعة هذا الفرع بحيث **(لا يُسَامى)** ، هكذا بصيغة المطلق المبني للمجهول ! فلا يمكن لفضل ولا شرف ولا منقبة ، أن تسامي مقامه الشريفعليه السلام!

ο ο

إن للإمام المهدي صلوات الله عليه صفات مشتركة مع غيره من المعصومين عليهم السلام، وصفات خاصة به، ويكفي أن نقرأ قوله تعالى: **وَأَشْرَقَتِ الأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لا يُظْلَمُونَ** (سورة الزمر:٦٩) . فظاهر الآية عن مشهد من يوم القيامة ، لكن هل تشرق الأرض قبل ذلك بهذا النور الرباني، وهل للآية معنى آخر؟ بلى ، فقد ذكر المفيد في الإرشاد، والشيخ الطوسي، والشيخ الصدوق، وعظيم الطائفة الفضل بن شاذان النيشابوري، وعلي بن إبراهيم القمي أعلى الله مقامهم ، روايات في تفسيرها. قال القميرحمه الله:٢٥٣/٢(حدثنا محمد بن أبي عبداللهعليه السلام قال: حدثنا جعفر بن محمد قال: حدثني القاسم بن الربيع قال: حدثني صباح المدائني قال: حدثنا المفضل بن عمر أنه سمع أبا عبد اللهعليه السلام يقول في قوله: **وَأَشْرَقَتِ الأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا**: رب الأرض يعني إمام الأرض، فقلت: فإذا خرج يكون ماذا ؟ قال: **إذاً يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزئون بنور الإمام)!! (٢)**

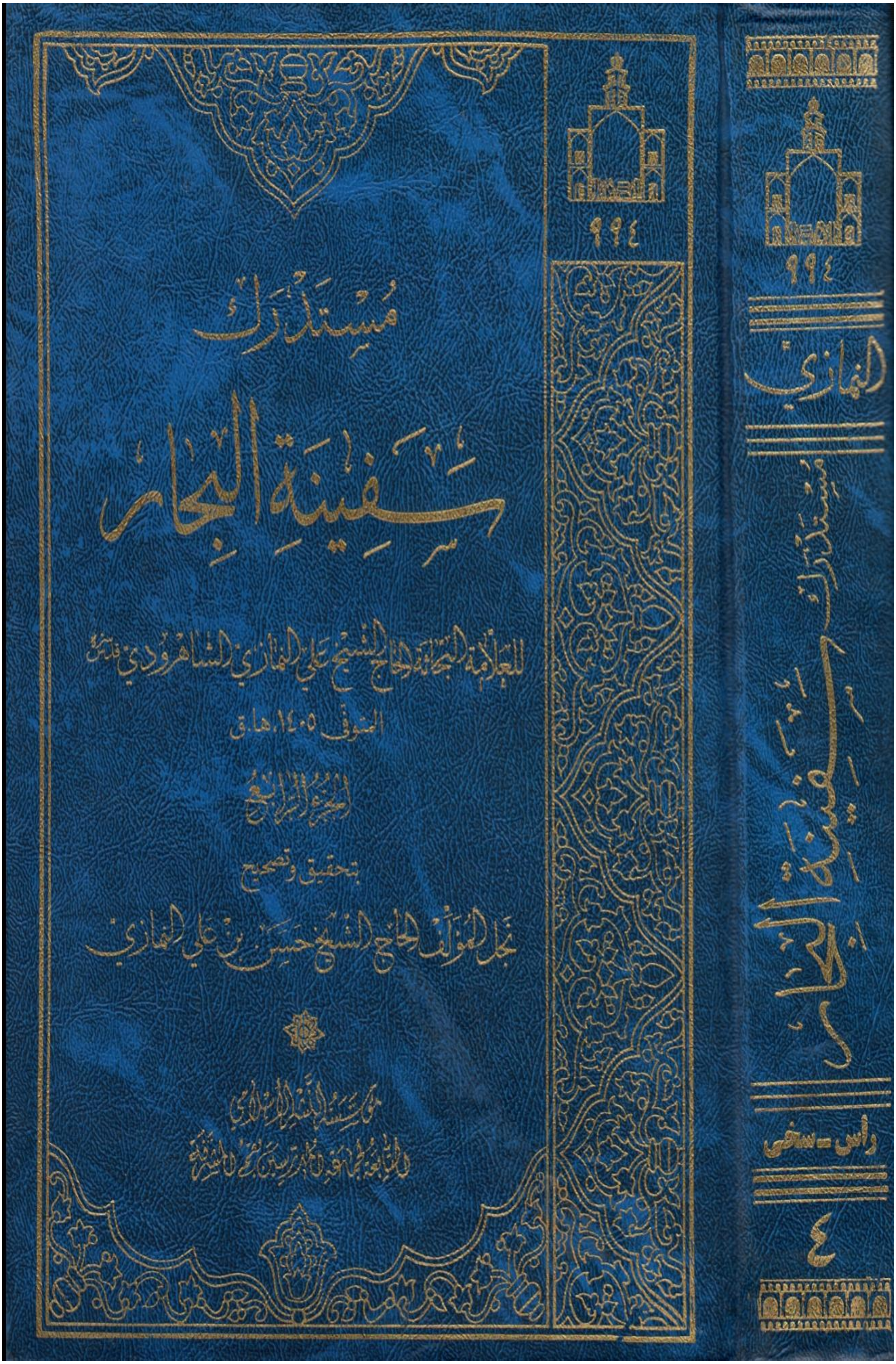
مستدرك
سفينة البحار
للعلامة آية الله الحاج الشيخ علي النمازي الشاهرودي قدس سره
المتوفى ١٤٠٥ هـ.ق
الجزء الرابع
بتحقيق وتصحيح
نجل المؤلف الحاج الشيخ حسن بن علي النمازي
مؤسسة النشر الإسلامي
التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة
٩٩٤
النمازي
مستدرك سفينة البحار
راس - سخي
٤

ـ الخبر [١].

تقدّم في «دبب»: أنّ دابّة الأرض أمير المؤمنين عليه السلام . وقال أبو ذرّ في حقّ أمير المؤمنين عليه السلام: وأنّه لربّيّ الأرض الّذي يسكن إليها وتسكن إليه، ولو قد فارقتموه لأنكرتموا الأرض وأنكروكم [٢].

وفي رواية أُخرى قال: وأنّه لزرّ الأرض وربّيّ هذه الأُمّة، لو قد فقدتموه لأنكرتموا الأرض ومن عليها [٣]. زرّ الشيء بتقديم الزاء المعجمة أي ما يقوم به؛ كما في المنجد. وفي المجمع لغة «رزز» بتقديم الراء المهملة قال: في الحديث: أنت يا عليّ رزّ الأرض أي عمادها . إنتهى. وكلاهما صحيحان وعلى ذلك يصحّ تأويل كلمة ربّ في بعض الآيات بأمير المؤمنين عليه السلام وبالإمام كقوله تعالى في سورة الفرقان: ﴿وكان الكافر على ربّه ظهيراً﴾ يعني الثاني يكون على أمير المؤمنين ظهيراً [٤].

قوله تعالى: ﴿وأشرقت الأرض بنور ربّها﴾.

تفسير عليّ بن إبراهيم : عن الصّادق عليه السلام في هذه الآية قال: ربّ الأرض إمام الأرض. قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال: يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزؤون بنور الإمام [٥].

تقدّم في «جلى»: تفسير قوله تعالى: ﴿ فلمّا تجلّى ربّه للجبل﴾ وأنّه تجلّى نور محمّد وعليّ صلوات الله عليهما للجبل .

مناقب ابن شهرآشوب: جاء في تفسير قوله تعالى: ﴿سقيٰهم ربّهم﴾ يعني سيّدهم عليّ بن أبي طالب عليه السلام ـ الخبر [٦].

---

(١) ط كمباني ج ٢١٧/١٣، وجديد ج ٦٩/٥٣ .
(٢) ط كمباني ج ٢٤٨/٩، وجديد ج ٢٩٨/٣٧ .
(٣) ط كمباني ج ٢٥٦/٩، وجديد ج ٣٣١/٣٧.
(٤) ط كمباني ج ١١٥/٩، وجديد ج ١٦٩/٣٦ .
(٥) ط كمباني ج ٢٨٥/٣، وجديد ج ٣٢٦/٧ .
(٦) جديد ج ٢١٢/٣٩، وط كمباني ج ٣٩٣/٩.

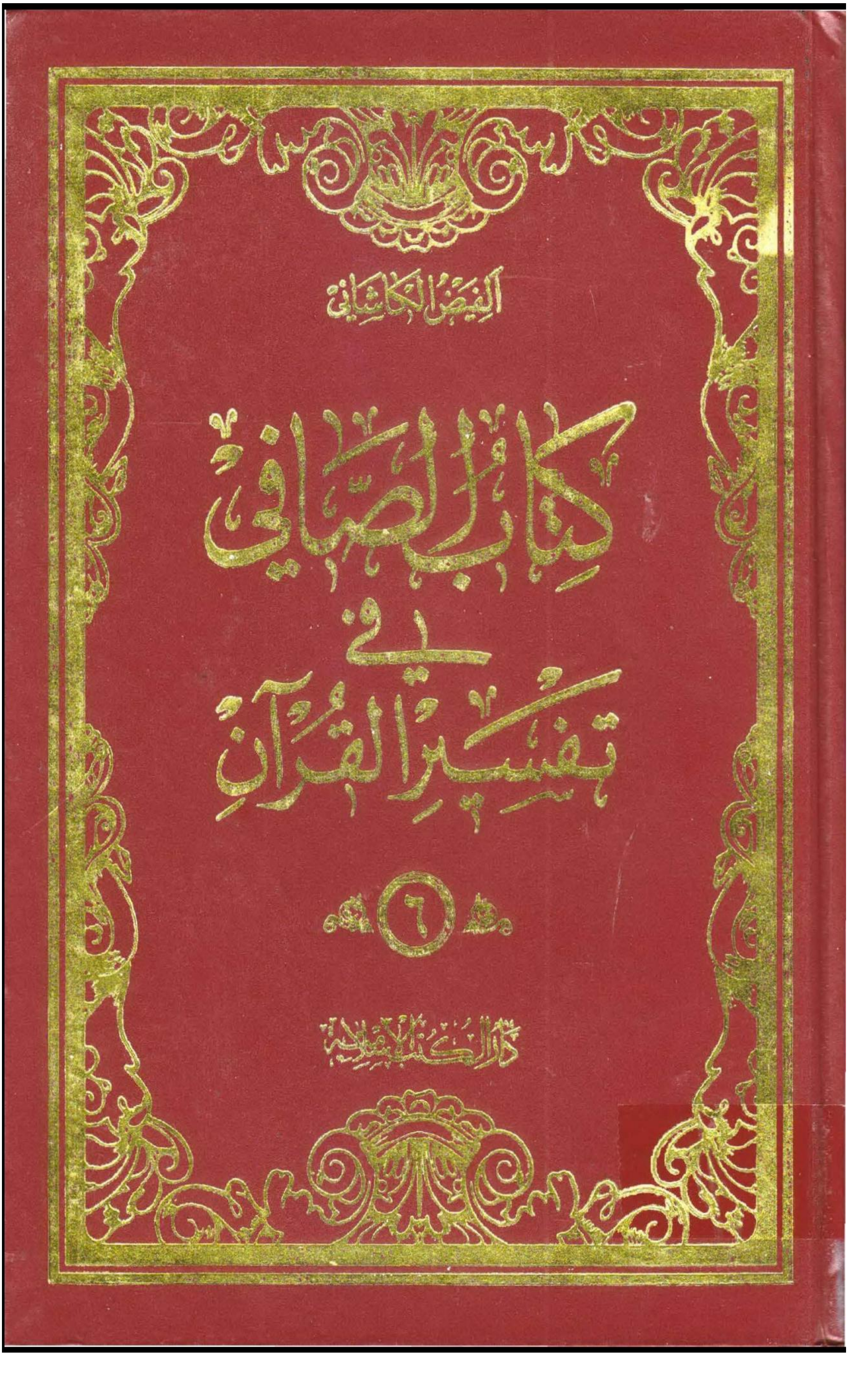
الفيض الكاشاني
كتاب الصافي
في
تفسير القرآن
٦
دار الكتب الإسلامية

﴿وَأَشْرَقَتِ ٱلْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ ٱلْكِتَـٰبُ وَجِاْىٓءَ بِالنَّبِيِّيْنَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ٦٩﴾

رجل أبيض الرأس واللحية يمسح التراب عن رأسه وهو يقول: الحمد لله والله أكبر، فقال جبرئيل عليه السلام: عد بإذن الله، ثم انتهى به إلى قبر آخر فقال: قم بإذن الله فخرج منه رجل مسودّ الوجه وهو يقول: يا حسرتاه يا ثبوراه، ثم قال له جبرئيل عليه السلام: عد إلى ما كنت فيه بإذن الله عزّوجلّ، فقال: يا محمد هكذا يحشرون يوم القيامة، فالمؤمنون يقولون: هذا القول وهؤلاء يقولون ما ترى[١].

﴿وَأَشْرَقَتِ ٱلْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾: قيل: بما أقام فيها من العدل سمّاه نوراً لأنّه يزيّن به البقاع، ويظهر الحقوق كما سمّي الظلم ظلمة.

في الحديث الظلم: ظلمات يوم القيامة[٢].

والقمّي: عن الصادق عليه السلام في هذه الآية قال: ربّ الأرض: إمام الأرض قيل: فإذا خرج يكون ماذا قال إذاً؟ يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر، ويجتزئون بنور الإمام عليه السلام[٣].

وفي إرشاد المفيد: عنه عليه السلام قال: إذا قام قائمنا أشرقت الأرض بنور ربها، واستغنى العباد عن ضوء الشمس ونور القمر، وذهبت الظلمة[٤].

﴿وَوُضِعَ ٱلْكِتَـٰبُ﴾: للحساب.

﴿وَجِاْىٓءَ بِالنَّبِيِّيْنَ وَٱلشُّهَدَآءِ﴾: القمّي: الشهداء: الأئمّة عليهم السلام، والدليل على ذلك قوله في سورة الحج: «لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ»[٥] وتكونوا أنتم يا معشر الأئمّة شهداء

---

١ ـ تفسير القمّي: ج ٢، ص ٢٥٣، س ٦.

٢ ـ قاله البيضاوي في تفسيره أنوار التنزيل: ج ٢، ص ٣٢٨، س ١٣.

٣ ـ تفسير القمّي: ج ٢، ص ٢٥٣، س ١٨.

٤ ـ الإرشاد للشيخ المفيد: ص ٣٦٣.

٥ ـ الحج: ٧٨.

وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا

سورہ الانسان آیت 22

اوران کا رب انکو شراب پلاۓ گا.

اس آیت کی تفسیر میں امام نے فرمایا **کہ وسقهم ربهم يعني سيدهم علي عليه السلام**

رب پلاۓ گا مطلب مولا علیؑ پلائیں گیں۔

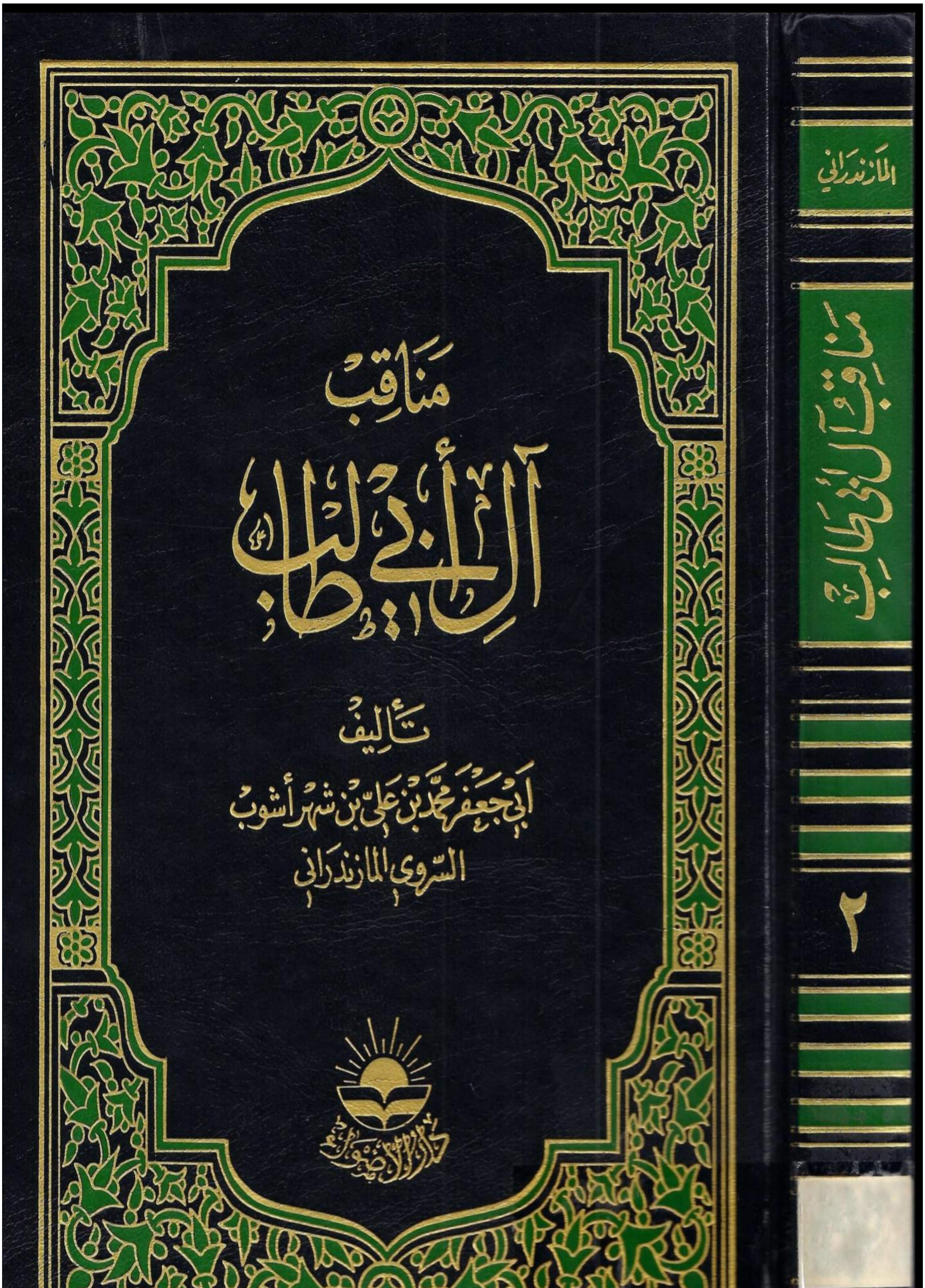
مناقب
آل أبي طالب
تأليف
أبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب
السروي المازندراني
المازندراني
مناقب آل أبي طالب
٢

فإذا دقت الحلقة على الصحيفة طنت ، وقالت : يا عليّ » .

خصائص النطنزي قيس بن أبي حازم عن ابن مسعود قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : « عليّ بن أبي طالب حلقة معلقة بباب الجنة من تعلق بها دخل الجنة » .

فصل في أنه الساقي والشفيع

ابن جبير وابن عباس سئل النبيّ عن الكوثر فقال : « يا عليّ الكوثر نهر يجري تحت عرش الله ، ماؤه أشدّ بياضاً من الثلج ، وأحلى من العسل ، وألين من الزبد ، حصباؤه الدر والزبرجد والمرجان ، حشيشه الزعفران ، ترابه المسك الأذفر ، قواعده تحت عرش الله » ثم ضرب يده على جنب عليّ وقال : « إن هذا النهر لي ولك ولمحبيك من بعدي » .

الحافظ أبو نعيم بإسناده إلى عطية عن أنس قال : دخلت على رسول الله فقال : « قد أعطيت الكوثر » فقلت : يا رسول الله وما الكوثر ؟ قال : « نهر في الجنة عرضه وطوله ما بين المشرق والمغرب ، لا يشرب أحد منه فيظمأ ، ولا يتوضأ أحد منه فيشعث[1] ، لا يشربه إنسان أخفر ذمتي[2] ولا قتل أهل بيتي » .

النبيّ : « يذود عليّ عنه يوم القيامة ، من ليس من شيعته ومن شرب منه لم يظمأ أبداً » .

طارق : قال أمير المؤمنين عليه السلام : (والذي فلق الحبة ، وبرأ النسمة ، لأقمعن بيدي هاتين من الحوض أعداءنا إذا وردته أحباؤنا) .

وروى أحمد في الفضائل نحواً منه عن أبي حرب بن أبي الأسود الدؤلي . وفي أخبار أبي رافع من خمسة طرق قال النبيّ : « يا عليّ ترد عليّ الحوض وشيعتك رواء مرويين ، ويرد عليك عدوك ظماء مقمحين »[3] . وجاء في تفسير قوله تعالى : ﴿ وسقاهم ربهم ﴾ [الإنسان : ٢١] يعني سيدهم عليّ بن أبي طالب ، والدليل على أن الرب بمعنى السيد قوله تعالى : ﴿ اذكرني عند ربك ﴾ [يوسف : ٤٢] .

(١) يشعث : يتغير ويتلبد . (المعجم الوسيط ٤٨٤/١)

(٢) أخفر الذمة : أي لم يفِ بها . (لسان العرب ، مادة خفر)

(٣) أقمح الرجل : رفع رأسه وغضّ بصره من الذُّل . (المعجم الوسيط ٧٥٧/٢)

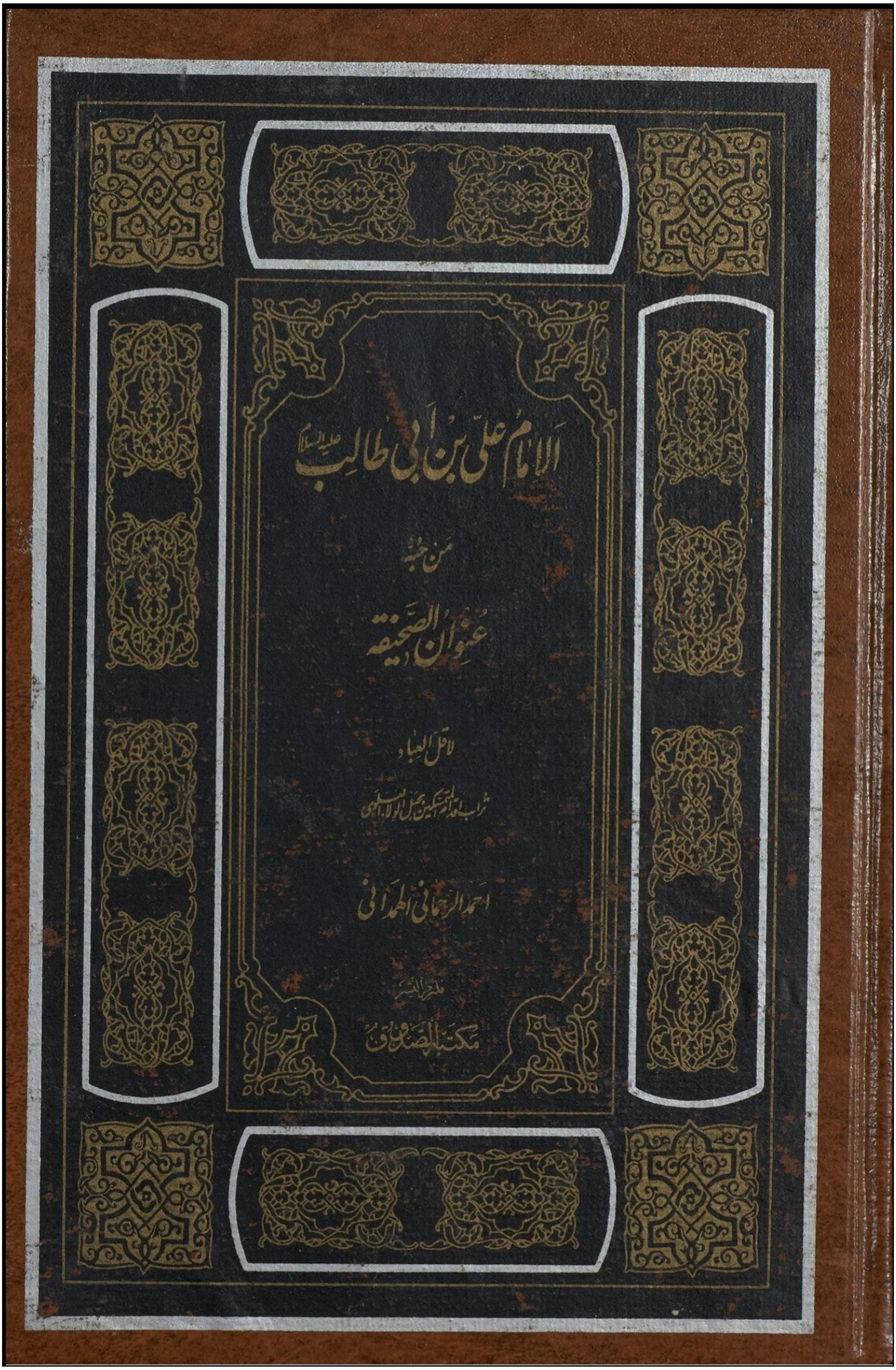
الامام علی بن ابی طالب علیه السلام
من حبه
عنوان الصحیفة
لاقل العباد
تراب اقدام المستمسکین بحبل الولاء الالهی
احمد الرحمانی الهمدانی
ملتزم النشر
مکتبة الصدوق

القرآن و ساقی الکوثر :

قال ابن‌شهرآشوب (ره) : جاء في تفسير قوله تعالى : « وَسَقَاهُمْ رَبُّهُم»[٣]

١ ـ مصباح الهداية ، ص ١٨٤ .

٢ ـ هامش احقاق الحق ، ج ٣ ، ص ١٤٦ .　　٣ ـ الدهر : ٢١ .

يعني سيّدهم عليّ بن أبي‌طالب ، والدّليل على أنّ الرّبّ بمعنى السّيّد قوله تعالى : « اذكرني عند ربّك »[١]

ساقی الکوثر فی القصائد والمدائح :

١ ـ الحِميريّ :

فإنّك تلقاه لَدَى الحوض قائماً　　مع المصطفى بالجسر جسر جهنّم
يجيران من والاهما في حياته　　الى الرّوح والظلّ الظّليل المكرّم

و له أيضاً :

و الحوض حوض محمّد و وصيّه　　يسقي محبّيه و يمنعه العَدى

و له أيضاً :

ألا أيّها اللّاحي عليّاً دع الخَنا　　فما أنت من تأنيبه بمصوّب[٢]
أتلحى أمير الله بعد أمينه　　و صاحب حوض شربه خير مشرب
و حافاته درٌّ و مسك ترابه　　وقد حاز ماء من لُجَين و مذهب[٣]

٢ ـ ابن حمّاد :

والحوض حوضك ليس ثَمّ مدافع　　في الحشر تسقي من تشاء و تمنع
عجباً لا عمى عن هداه و نوره　　كالشّمس واضحة تضيء و تلمع

و له أيضاً :

و هم سقاة للحوض من والاهم .　　يسقى بكأس لذّة للشّارب

و له أيضاً :

و إنّ الحوض حوضك و البرايا　　إليك لدى القيامة مهطعينا
و تحت لوائك المحمود تضحى　　جميع الخلق دونك خاشعينا

١ ـ المناقب ، ج ٢ ، ص ١٦٢ . والاية فی یوسف : ٤٢ .

٢ ـ لاحي فلاناً : لامه وعابه . والخنا ـ بالفتح ـ : الفحش بالقول . والتأنيب من أنبه : لامه و عنفه .　٣ـ الحافات : الجوانب والاطراف . واللجين ـ مصغراً ـ الفضة .

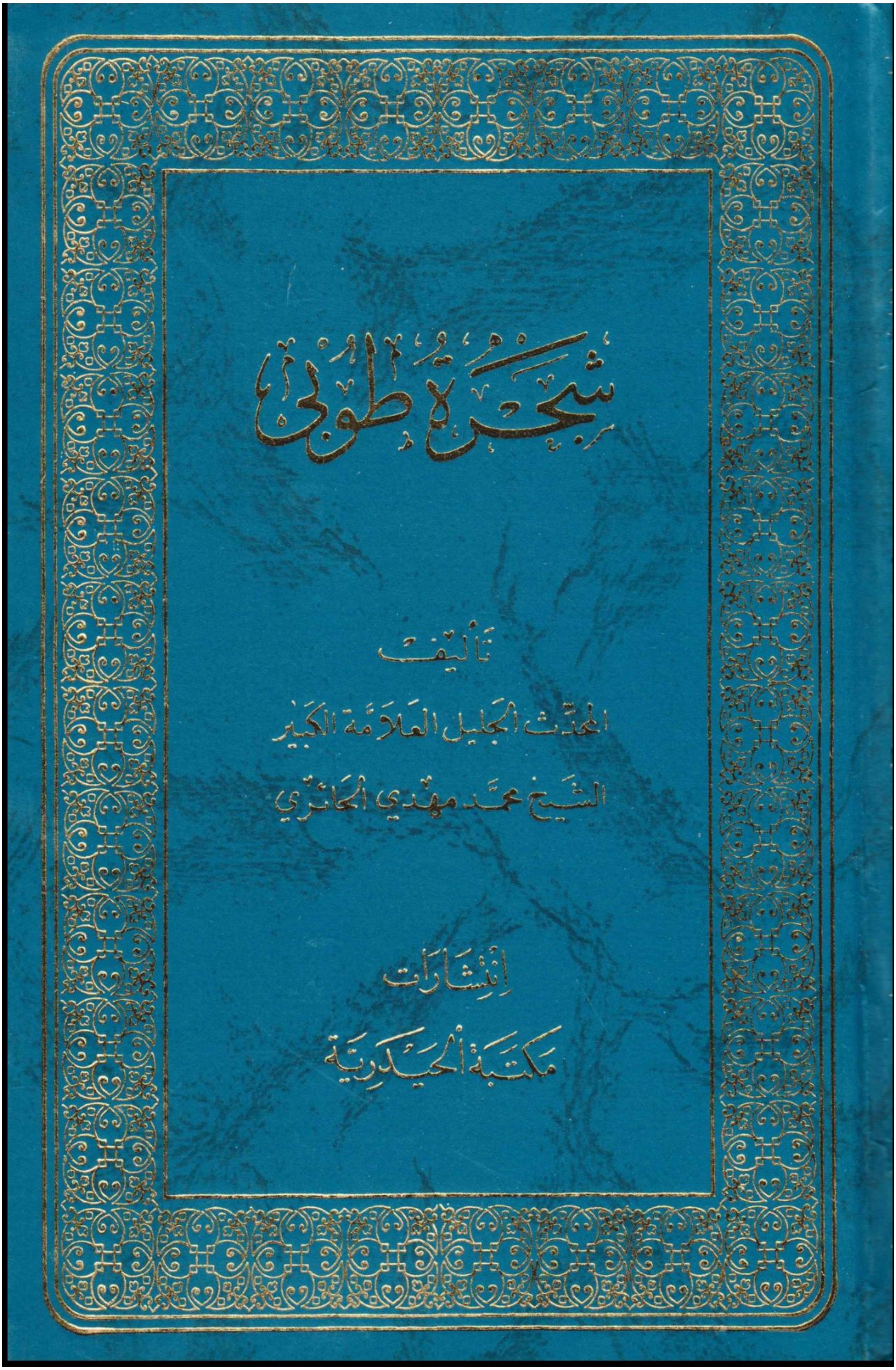
شجرة طوبى
تأليف
المحدث الجليل العلامة الكبير
الشيخ محمد مهدي الحائري
انتشارات
مكتبة الحيدرية

الخيل صدره.

أحسين هل وافاك جدك زائراً　　ورآك مقطوع الوتين معفراً

(المجلس الثاني والعشرون)

ومن جملة القاب المخصوصة بأمير المؤمنين عليه السلام الساقي لأن منصب السقاية في يوم القيامة مخصوص به كما في زيارته السلام على ميزان الأعمال ومقلب الأحوال وسيف ذي الجلال وساقي السلسبيل الزلال وأيضاً في زيارته الأخرى الشديد البأس العظيم المراس المسكين الأساس ساقي المؤمنين بالكأس من حوض الرسول المكين الأمين والأخبار في ذلك قد بلغ حد التواتر من رواة الشيعة والسنة، وورد في تفسير هذه الآية الشريفة (وسقاهم ربهم شراباً طهوراً) يعني سيدهم علي بن أبي طالب (ع) لأن الرب كثيرا يستعمل بمعنى السيد والمولى والكوثر نهر أعطاه الله لنبيه (ص) قال إنا أعطيناك الكوثر واختصه به وبعترته وشيعتهم ومحبيهم وهو يجري من تحت العرش وينصب فيه شعبتان من الجنة احدهما من تسنيم والأخرى من معين ماؤه اشد بياضاً من الثلج وأحلى من العسل وألين من الزبد وأزكى من العنبر وأصفى من الدمع حصاه الدر والزبرجد والمرجان ترابه المسك الأزفر حشيشه الزعفران قواعده تحت عرش الله وعرضه وطوله ما بين المشرق والمغرب ونعم ما قال السيد اسماعيل الحميري :

حوض له ما بين صنعاء إلى　　ايلة أرض الشام بل أوسع
ينصب فيه علم للهدى　　والحوض من ماء له مترع
يفيض من رحمته كوثر　　أبيض كالفضة أو أنصع
حصاه ياقوت ومرجانة　　ولؤلؤ لم تجنه اصبع
بطحائه مسك وحافاته　　يهتز منها مونق مربع
أخضر ما دون الورى ناظر　　وفاقع أصفر أو أنصع
فيه أباريق وقد حانه　　يذب عنها الرجل الأصلع
يذب عنها ابن أبي طالب　　ذباً كجربي إبل شرع
إذا دنوا منه لكي يشربوا　　قيل لهم تباً لكم فارجعوا

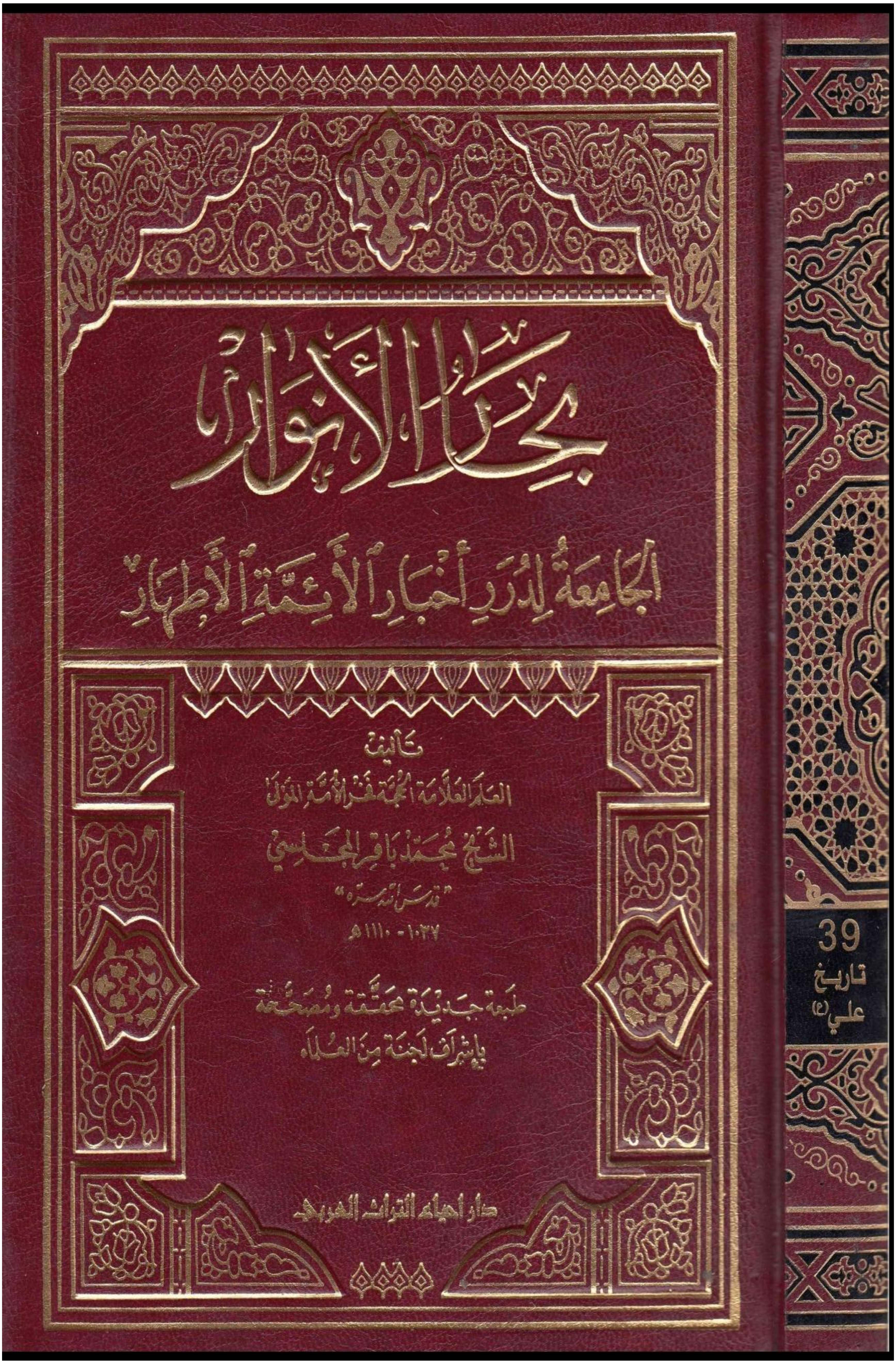
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
39
تاريخ
علي (ع)

ولدك ، وأنت أوّل من يرد حوضي تسقي منه أولياءك وتذود عنه أعداءك ، وأنت صاحبي إذا قمت المقام المحمود ، ونشفع لمحبّينا فنشفّع فيهم [١] ، و أنت أوّل من يدخل الجنّة و بيدك لوائي ، وهو لواء الحمد ، وهو سبعون شقّة ، الشقّة منه أوسع من الشمس والقمر ، وأنت صاحب شجرة طوبى في الجنّة ، أصلها في دارك وأغصانها في دور شيعتك ومحبّيك [٢].

٣- **ما** : المفيد ، عن الجعابيّ ، عن ابن عقدة ، عن الحسن بن القاسم ، عن عليّ بن إبراهيم بن يعلى ، عن عليّ بن سيف بن عميرة ، عن أبيه ، عن أبان بن عثمان عن ابن سيّابة ، عن حمران ، عن أبي حرب بن أبي الأسود الدئلي ، عن أبيه قال : سمعت أمير المؤمنين عليّ بن أبي طالب عليه السلام يقول : والله لأذودنّ بيديّ هاتين القصيرتين عن حوض رسول الله صلى الله عليه وآله أعداءنا وليردنّه أحبّاؤنا [٣].

٤- **قب** : في أخبار أبي رافع من خمسة طرق قال النبيّ صلى الله عليه وآله : يا عليّ ترد على الحوض أنت وشيعتك [٤] رواءً مرويّين ، ويرد عليك عدوّك ظماءً مقمحين .

وجاء في تفسير قوله تعالى : وسقاهم ربّهم [٥] » يعني سيّدهم عليّ بن أبي طالب والدليل على أنّ الربّ بمعنى السيّد قوله تعالى : « اذكرني عند ربّك [٦] » .

الفائق : إنّ النبيّ صلى الله عليه وآله قال : لعليّ عليه السلام أنت الذائد عن حوضي يوم القيامة تذود عنه الرجال كما يذاد الأصيد البعير الصّادي [٧] أي الذي به الصيد ، والصيد [٨] داء يلوي عنقه [٩] .

---

(١) كذا في (ك) . وفي غيره من النسخ وكذا المصدر : تشفع لمحبينا فتشفع فيهم .

(٢) عيون الاخبار : ١٦٨ و ١٦٩ .

(٣) أمالي الطوسي : ١٠٨ . وفيه : ولاوردنه احباءنا .

(٤) في المصدر : ترد على الحوض شيعتك

(٥) سورة الانسان : ٢١ .

(٦) « يوسف : ٤٢ .

(٧) كذا في النسخ والمصدر ، وفي الفائق (١ : ٤٧) : كما يذاد البعير الصاد .

(٨) بفتح الصاد والياء .

(٩) مناقب آل ابي طالب ١ : ٣٥٠ .

جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

۶۶

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھئے رب سے کون مراد ہے سورہ معل اتیٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا اہ میدان حشر میں روز قیامت جماعت مومنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہو گا زبان شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہو گی آواز گلے سے نہ نکلتی ہو گی اس وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلائے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابوبکر روایت کرتے ہیں فرمود رسول خدا (ص) ساقی حوض علی مرتضیٰ بود مدارج النبوۃ جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؑ ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی معبود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکار اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متکفل پرورش کنندہ نگہبان۔

محمد وآل محمد علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالمین

ظاہری پیدائش سے قبل وجود

سے قبل تخلیق کے ساتھ اور نیز بعد میں ہر زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتاتا ہے یہ موجود تھے۔ جناب عبداللہ اور جناب ابوطالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہٰذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ دونوں تھے تو نورِ فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے یا تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مدد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ وعلویہ اور فاطمیہ سے دو ہزار سال پہلے امریکہ جس کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہ تھا ادھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دِل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرواتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

ثابت ہوا کہ جو علی کو رب مانتا ہے علی اسی کو پاکیزہ شراب پلائیں گیں۔

قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكۡرًا

سورة الكهف آيت 87

ذوالقرنین نے کہا کہ جو (کفر و بد کرداری سے) ظلم کرے گا اسے ہم عذاب دیں گے۔ پھر (جب) وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اسے بُرا عذاب دے گا۔

اس کی تفسیر میں امام معصوم علیہ السلام نے فرمایا

قال هو يرد الى امير المؤمنين فيعذبه عذابا نكرا حتى يقول يليتني كنت ترابا اي من شيعة أبي تراب.

فرمایا اسے امیر المومنین علی علیہ السلام کے حضور لوٹایا جائے گا اور اسے انوکھا عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کہے گا کہ کاش میں تراب (ترابی) ہوتا یعنی کاش میں ابی تراب کے شیعوں میں سے ہوتا.

رب کی طرف پلٹائے جانے کا مطلب امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف لوٹایا جانا

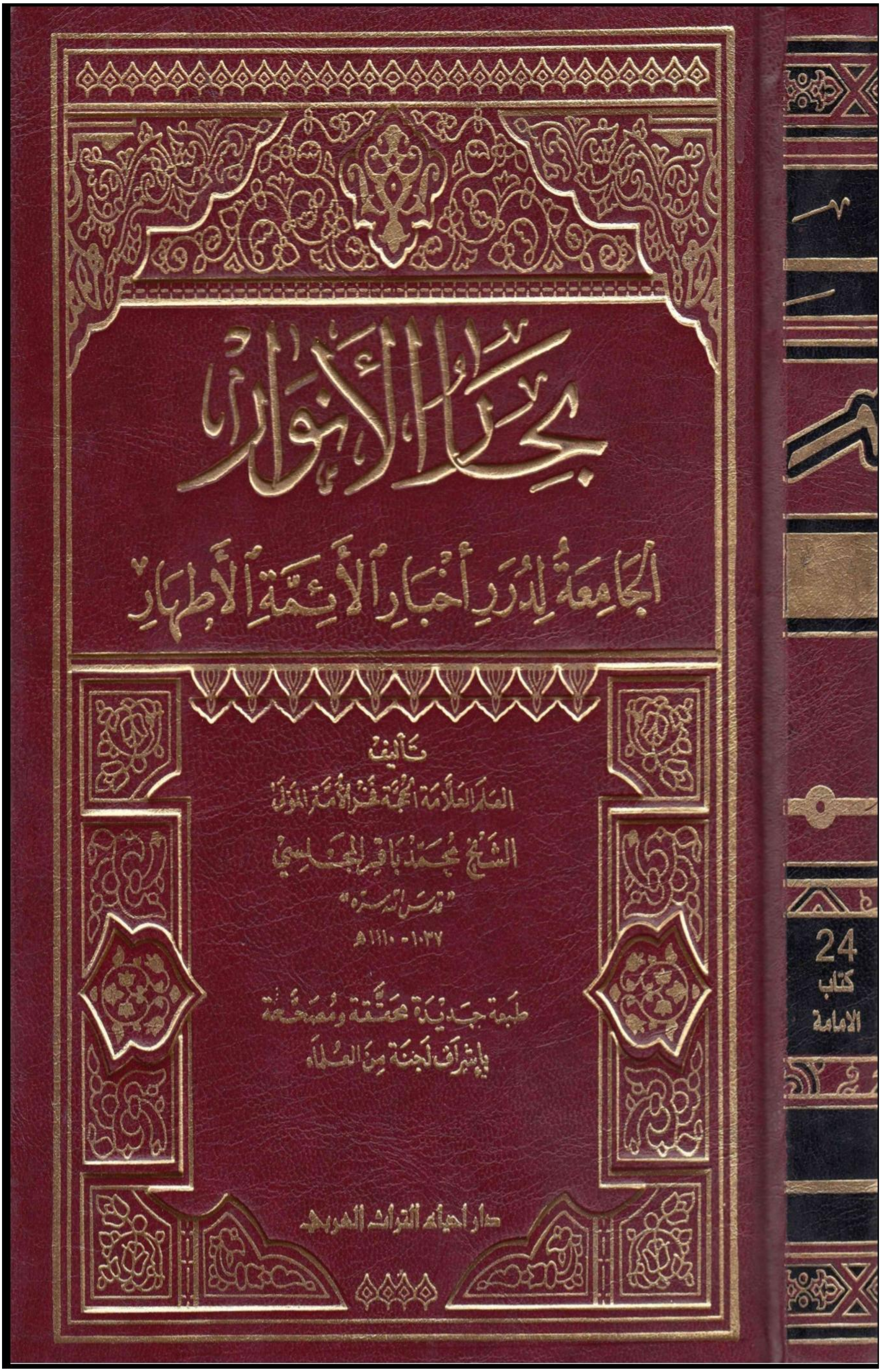
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
24
كتاب
الامامة

قوله تعالى : « أمّا من ظلم فسوف نعذّبه ثمّ يردّ إلى ربّه فيعذّبه عذاباً نكراً (١) » قال : هو يردّ إلى أمير المؤمنين عليه السلام فيعذّبه عذاباً نكراً حتّى يقول : « يا ليتني كنت تراباً » أي من شيعة أبي تراب (٢) .

بيان : يمكن أن يكون الردّ إلى الربّ اُريد به الردّ إلى من قرّره الله لحساب الخلائق يوم القيامة ، و هذا مجاز شايع ، أو المراد بالربّ أمير المؤمنين عليه السلام لأنّه الّذي جعل الله تربية الخلق في العلم و الكمالات إليه وهو صاحبهم و الحاكم عليهم في الدنيا و الآخرة .

٢١ - **كنز** : محمّد بن العبّاس عن محمّد بن أحمد عن القاسم بن إسماعيل عن محمّد ابن سنان عن سماعة عن جابر بن يزيد عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه و آله : الكرّة المباركة النافعة لأهلها يوم الحساب ولايتي و اتّباع أمري ، و ولاية عليّ والأوصياء من بعده ، و اتّباع أمرهم ، يدخلهم الله الجنّة بها معي ومع عليّ وصيّي والأوصياء من بعده ، والكرّة الخاسرة عداوتي وترك أمري وعداوة عليّ والأوصياء من بعده ، يدخلهم الله بها النّار في أسفل السّافلين (٣) .

٢٢ - **كنز** : محمّد بن العبّاس عن أحمد بن محمّد الورّاق عن أحمد بن إبراهيم عن الحسن بن أبي عبدالله عن مصعب بن سلام عن أبي حمزة الثّمالي عن أبي جعفر عليه السلام عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله في مرضه الّذي قبض فيه لفاطمة عليها السلام : يا بنيّة بأبي أنت واُمّي أرسلي إلى بعلك فادعيه لي فقالت فاطمة عليها السلام للحسن عليه السلام : انطلق إلى أبيك فقل له : إنّ جدّي يدعوك ، فانطلق إليه الحسن فدعاه فأقبل أمير المؤمنين عليه السلام حتّى دخل على رسول الله صلّى الله عليه وآله و فاطمة عليها السلام عنده و هي تقول : واكرباه لكربك يا أبتاه ، فقال رسول الله : لا كرب على أبيك بعد

---

(١) الكهف ، ٨٧ .

(٢) كنز الفوائد : ٣٦٩ و الاية في النبأ : ٤٠ .

(٣) كنز الفوائد ، ٣٧٠ والحديث تفسير لقوله تعالى : « قالوا تلك اذا كرة خاسرة » النازعات : ١٢ .

نیچے بیان میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں:-

رب سے مراد علی ہیں کیونکہ اللہ نے انہیں علم و کمالات میں مخلوق کی تربیت کیلیے خلق کیا۔

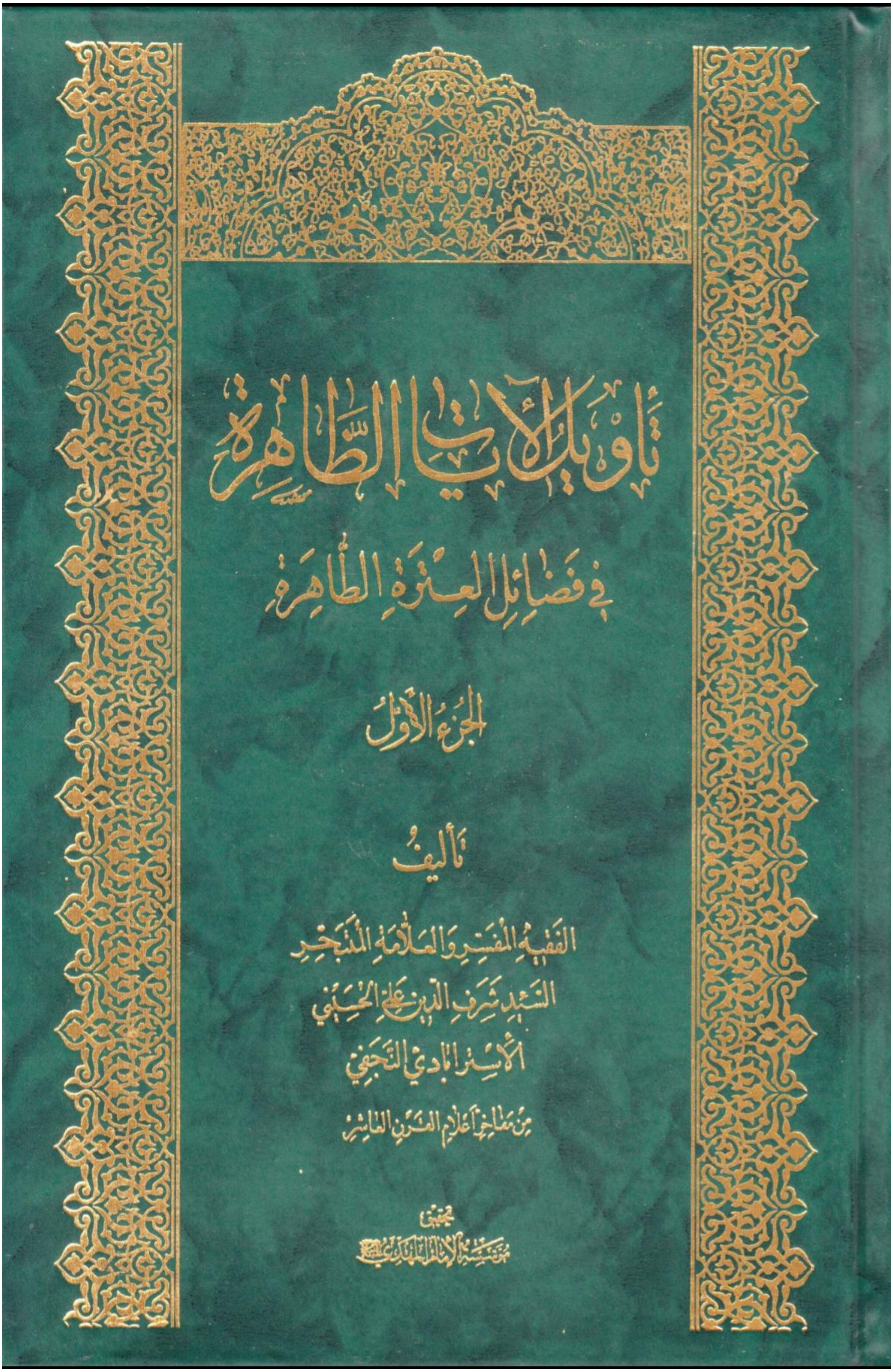
تأويل الآيات الظاهرة
في فضائل العترة الطاهرة
الجزء الأول
تأليف
الفقيه المفسر والعلامة المتبحر
السيد شرف الدين علي الحسيني
الأسترابادي النجفي
من مفاخر أعلام القرن العاشر
تحقيق
مؤسسة الإمام المهدي

وقوله تعالى: ﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ ما قَدَّمَتْ يَداهُ وَ يَقُولُ الْكافِرُ يا لَيْتَني كُنْتُ تُرابًا﴾ «٤٠»

١٠ـ تأويله: قال محمّد بن العبّاس رحمه الله: حدّثنا الحسين بن أحمد، عن محمّد بن عيسى، عن يونس بن عبدالرحمان، (و) يونس بن يعقوب [و][١] عن خلف بن حمّاد، عن هارون بن خارجة، عن أبي بصير، عن سعيد السمّان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قوله تعالى: ﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ ما قَدَّمَتْ يَداهُ وَ يَقُولُ الْكافِرُ يا لَيْتَني كُنْتُ تُرابًا﴾

يعني علويّاً يوالي أباتراب.

وروى محمّد بن خالد البرقيّ، عن يحيى الحلبي (عن هارون بن خارجة وخلف بن حمّاد)[٢] عن أبي بصير مثله.[٣]

١١ـ وجاء في باطن تفسير أهل البيت عليهم السلام ما يؤيّد هذا التأويل في تأويل قوله تعالى: ﴿امّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثمّ يُرَدُّ إِلىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذابًا نُكْرًا﴾[٤] قال:

هو يردّ إلى أمير المؤمنين عليه السلام ﴿فَيُعَذِّبُهُ عَذابًا نُكْرًا ـحتّى يقول:ـ يا لَيْتَني كُنْتُ تُرابًا﴾ أي من شيعة أبي تراب.

ومعنى «ربّه» أي صاحبه. يعني أنّ أمير المؤمنين عليه السلام قسيم الجنّة والنار، وهو يتولّى العذاب والثواب، وهو الحاكم في الدنيا ويوم المآب.[٥]

صلوات الله عليه وعلى ذرّيّته الأنجاب، ماهبّت رياح وثارت سحاب.

---

١ ـ هذا هو الظاهر حفظاً لطبقة خلف.

٢ ـ هكذا في الأصل ولكن الصواب: وخلف عن هارون عن أبي بصير عطفاً لخلف على يحيى، وموافقاً للسند المتقدّم، ولأنّ رواية يحيى عن هارون ورواية محمّد بن خالد، عن خلف، ورواية هارون عن أبي بصير ثابتة كثيراً، ولم نعثر على رواية خلف عن أبي بصير ولا محمّد بن خالد، عن هارون، فراجع.

٣ ـ عنه البحار: ١٩٤/٧ ح٥٨، وج ٢٦٢/٢٤ ح١٩، والبرهان: ٥٧١/٥ ح٢، تفسير القمّي: ٣٩٥/٢، علل الشرائع: ١٥٦.

٤ ـ سورة الكهف: ٨٧.

٥ ـ عنه البحار: ١٩٤/٧ ح٥٩، وج ٢٦٢/٢٤ ح٢٠، والبرهان: ٥٧٢/٥ ح٣.

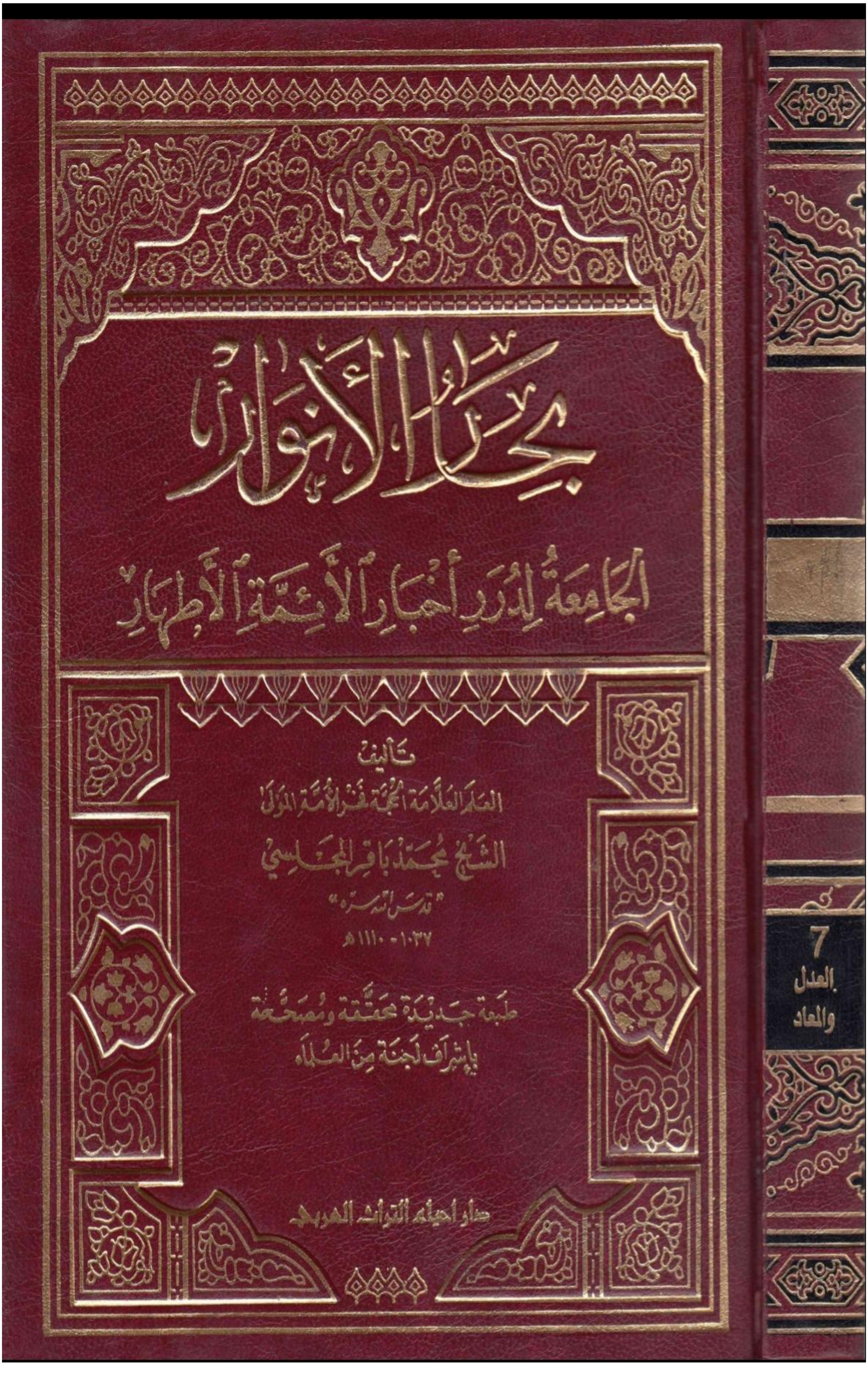
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
«قدس الله سره»
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار إحياء التراث العربي
7
العدل والمعاد

ألف مرقاة ، بين المرقاة إلى المرقاة ركضة الفرس ، فيصعد محمد وأمير المؤمنين عليهما السلام ؛ قال : فيحف ذلك المنبر شيعة آل محمد صلى الله عليه وآله فينظر الله إليهم وهو قوله : «وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة» قال : فيلقى عليهم النور حتى أن أحدهم إذا رجع لم تقدر الحوراء أن تملأ بصرها منه ، قال : ثم قال أبوعبدالله عليه السلام : ياهاشم لمثل هذا فليعمل العاملون .

٥٨ ـ كنز : قوله تعالى : «يوم ينظر المرء ما قدمت يداه» الآية ، قال محمد بن العباس : حدثنا الحسين بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن يونس ابن يعقوب ، عن خلف بن حماد ، عن هارون بن خارجة ، عن أبي بصير ، عن سعيد السمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قوله تعالى : «يوم ينظر المرء ما قدمت يداه ويقول الكافر ياليتني كنت تراباً» يعني علوياً أتوالى أباتراب .

وروى محمد بن خالد البرقي ، عن يحيى الحلبي ، وهارون بن خارجة وخلف ابن حماد ، عن أبي بصير مثله .

٥٩ ـ وجاء في باطن تفسير أهل البيت ما يؤيد هذا التأويل في تأويل قوله تعالى : «وأما من ظلم فسوف نعذبه ثم يرد إلى ربه فيعذبه عذاباً نكراً» قال : هو يرد إلى أمير المؤمنين عليه السلام فيعذبه عذاباً نكراً ، حتى يقول : ياليتني كنت تراباً أي من شيعة أبي تراب ، و معنى ربه أي صاحبه ، يعني أن أمير المؤمنين عليه السلام قسيم النار و الجنة ، وهو يتولى العذاب والثواب ، وهو الحاكم في الدنيا ويوم المآب .

٦٠ ـ فر : الحسين بن سعيد معنعناً عن جعفر بن محمد عليه السلام قال : يحشر يوم القيامة شيعة علي رواءاً مرويين مبيضة وجوههم ، و يحشر أعداء علي يوم القيامة وجوههم مسودة ظامئين ؛[1] ثم قرأ : «يوم تبيض وجوه وتسود وجوه» . «ص١٧»

٦١ ـ فر : الحسين بن سعيد معنعناً عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن رسول الله صلى الله عليه وآله قال ـ وعنده نفر من أصحابه وفيهم علي بن أبي طالب عليه السلام ـ قال : إن الله تعالى إذا بعث الناس يوم القيامة يخرج قوم من قبورهم بياض وجوههم كبياض الثلج ، عليهم ثياب بياضها كبياض اللبن ، وعليهم نعال من ذهب ، شراكها ـ والله ـ من نور يتلألؤ ، فيؤتون

(١) في المصدر : ظامئين مسودة وجوههم . م

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا

اوروہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کی مخالفت کرتا ہے۔.

سورۃالفرقان55

اس آیت کی تفسیر میں معصومؑ فرماتے ہیں کہ

الكافر الثاني كان على امير المؤمنين ظهيرا.

کافرسے مراد ثانی ہے جو امیر المومنین علیؑ کی مخالفت کرتاہے۔

قرآن نے کہا کہ کافر اپنے رب کی مخالفت کرتا ہے امام نے بتایا کہ کافر امیر المومنین علی علیہ السلام کی مخالفت کرتا ہے۔

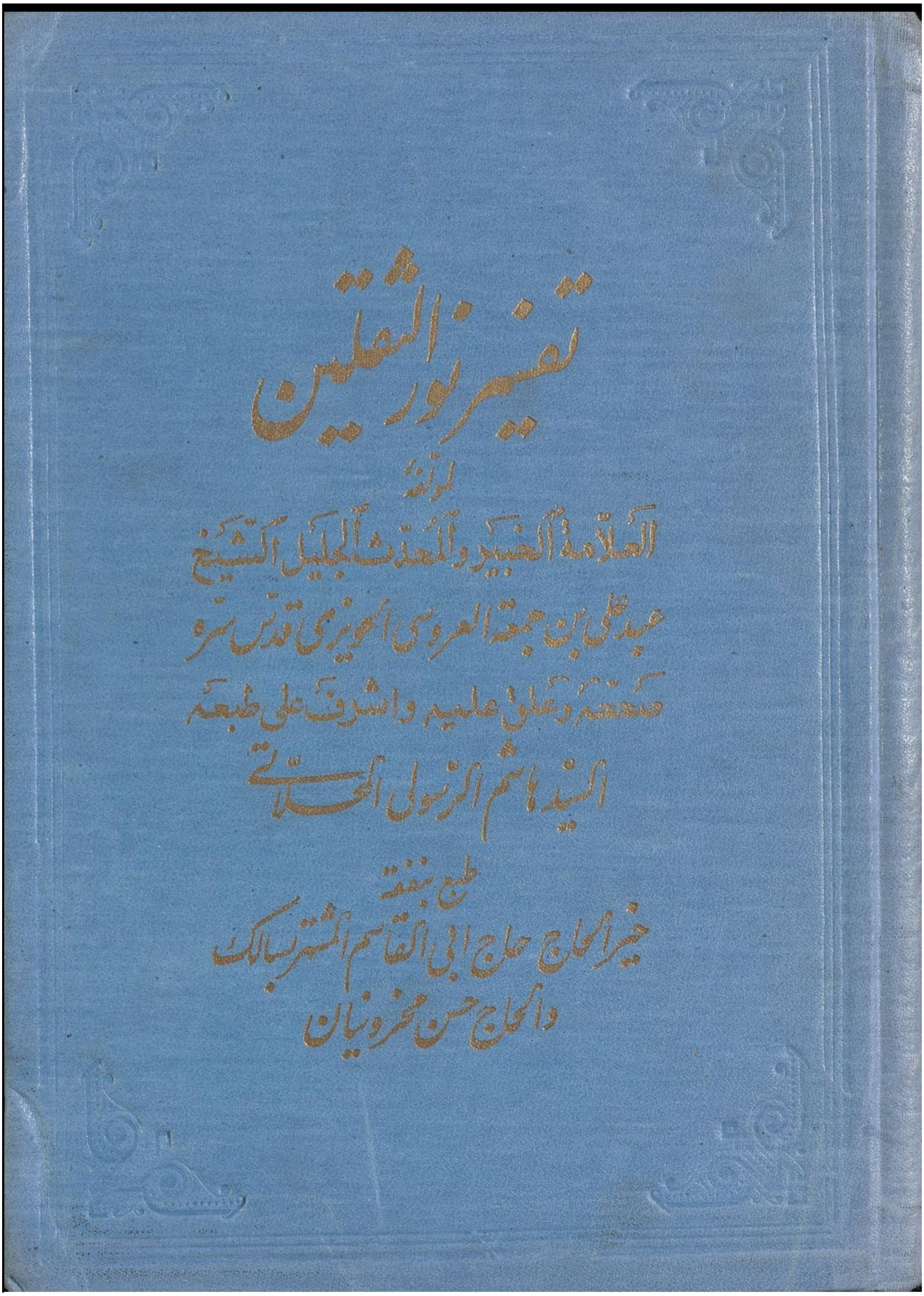
تفسير نور الثقلين
لمؤلفه
العلامة الخبير والمحدث الجليل الشيخ
عبد علي بن جمعة العروسي الحويزي قدس سره
صححه وعلق عليه واشرف على طبعه
السيد هاشم الرسولي المحلاتي
طبع بنفقة
خير الحاج حاج ابي القاسم المشتهر بسالك
والحاج حسن مخزونيان

الحسن بن عثمان عن محمد بن الفضيل عن أبي حمزة قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله: **وكان الكافر على ربه ظهيراً** قال: تفسيرها في بطن القرآن علي هو ربه في الولاية والرب هو الخالق الذي لا يوصف.

٨٢ ـ **في تفسير علي بن ابراهيم** واما قوله عزوجل: «وكان الكافر على ربه ظهيراً» قال علي بن ابراهيم رحمه الله: قد يسمى الانسان رباً بهذا الاسم لغة كقوله تعالى: «اذكرني عند ربك» وكل مالك يسمى ربه فقوله تعالى: «وكان الكافر على ربه ظهيراً» فقال: الكافر الثاني كان على أمير المؤمنين صلوات الله عليه ظهيراً.

٨٣ ـ **في روضة الكافي** باسناده الى عبدالله بن سنان قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: ان الله عزوجل خلق الخير يوم الاحد، وما كان ليخلق الشر قبل الخير، وفي يوم الاحد والاثنين خلق الارضين، وخلق اقواتها يوم الثلثاء وخلق السموات يوم الاربعاء ويوم الخميس، وخلق أقواتها يوم الجمعة، وذلك قول الله عز وجل **خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام**

٨٤ ـ **في مجمع البيان** وروى ان اليهود حكوا عن ابتداء خلق الاشياء بخلاف ما اخبر الله تعالى عنه فقال سبحانه: **فاسأل به خبيراً**.

٨٥ ـ **في تفسير علي بن ابراهيم** قوله عزوجل **واذا قيل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن** قال: جوابه الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان وفي رواية ابي الجارود عن ابي جعفر عليه السلام في قوله: تبارك وتعالى **تبارك الذي جعل في السماء بروجاً** فالبروج الكواكب، والبروج التي للربيع والصيف الحمل والثور والجوزا والسرطان والاسد والسنبلة، وبروج الخريف والشتاء الميزان والعقرب والقوس والجدي والدلو والحوت، وهي اثنا عشر برجاً.

٨٦ ـ **في كتاب الاهليلجة** قال الصادق عليه السلام في كلام طويل: **وجعل فيها سراجاً وقمراً منيراً** يسبحان في فلك يدور بهما دائبين يطلعهما تارة ويوفلهما

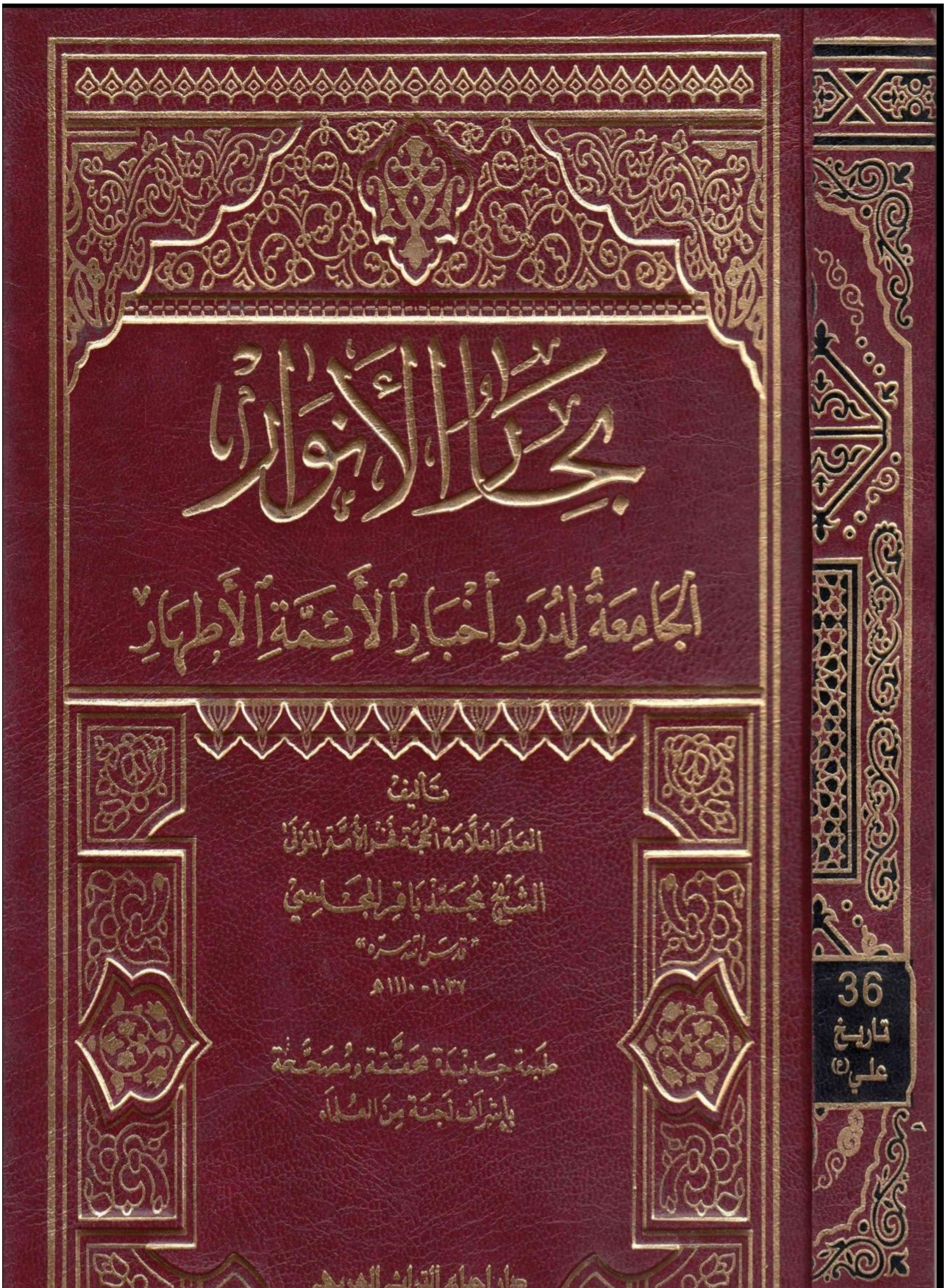

بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
36
تاريخ
علي (ع)

١٥٥ ـ **فس** : « وكان الكافر على ربّه ظهيراً[١] » قال عليّ بن إبراهيم : قد يسمّى الإنسان ربّاً [٢] كقوله : « اُذكرني عند ربّك [٣] » وكلّ مالك شيء يسمّى ربّه ، فقوله : « وكان الكافر على ربّه ظهيراً » فقال : الكافر الثاني كان على أمير المؤمنين ظهيراً [٤] .

١٥٦ ـ **فس** : « والسماء ذات الحبك [٥] » قال : السماء رسول الله صلّى الله عليه وآله و عليّ عليه السلام ذات الحبك . وقوله : « إنّكم لفي قول مختلف [٦] » يعني مختلف في عليّ اختلفت هذه الاُمّة في ولايته ، فمن استقام على ولاية عليّ عليه السلام دخل الجنّة ، ومن خالف ولاية عليّ دخل النار « يؤفك عنه من اُفك [٧] » فإنّه يعني عليّاً عليه السلام من اُفك عن ولايته اُفك عن الجنّة[٨] .

بيان : قال البيضاويّ : ذات الحبك ذات الطرائق ، والمراد إمّا الطرائق المحسوسة الّتي هي مسير الكواكب ، أو المعقولة الّتي يسلكها النظّار ويتوصّل بها إلى المعارف . أو النجوم ، فإنّ لها طرائق أو أنّها تزيّنها [٩] .

أقول : على تأويله عليه السلام لعلّ المعنى أنّ عليّاً هو الحبك بمعنى الزينة أو الطريق قوله « يؤفك » أي يصرف .

١٥٧ **فس** : حدّثني أبي رفعه قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لمّا نزلت الولاية وكان من قول رسول الله صلّى الله عليه وآله بغدير خمّ : سلّموا على عليّ بإمرة المؤمنين ، فقالا : من الله أو من رسوله ؟ فقال لهما [١٠] : نعم حقّاً من الله ومن رسوله إنّه أمير المؤمنين وإمام المتّقين ،

---

(١) سورة الفرقان : ٥٥ .

(٢) في المصدر : قد يسمى الانسان بهذا الاسم لغة .

(٣) سورة يوسف : ٤٢ .

(٤) تفسير القمي : ٤٦٧ .

(٥-٧) سورة الذاريات : ٧و٨ :

(٨) تفسير القمي : ٦٤٧ .

(٩) تفسير البيضاوى ٢ : ١٩٤ .

(١٠) في المصدر : فقالوا : أمن الله ومن رسوله ؟ فقال لهم .

علیؑ ہی اسکی ولایت واطاعت میں رب ہیں اور رب وہ خالق ہے جسکا وصف نہیں بیان کیا جا سکتا۔

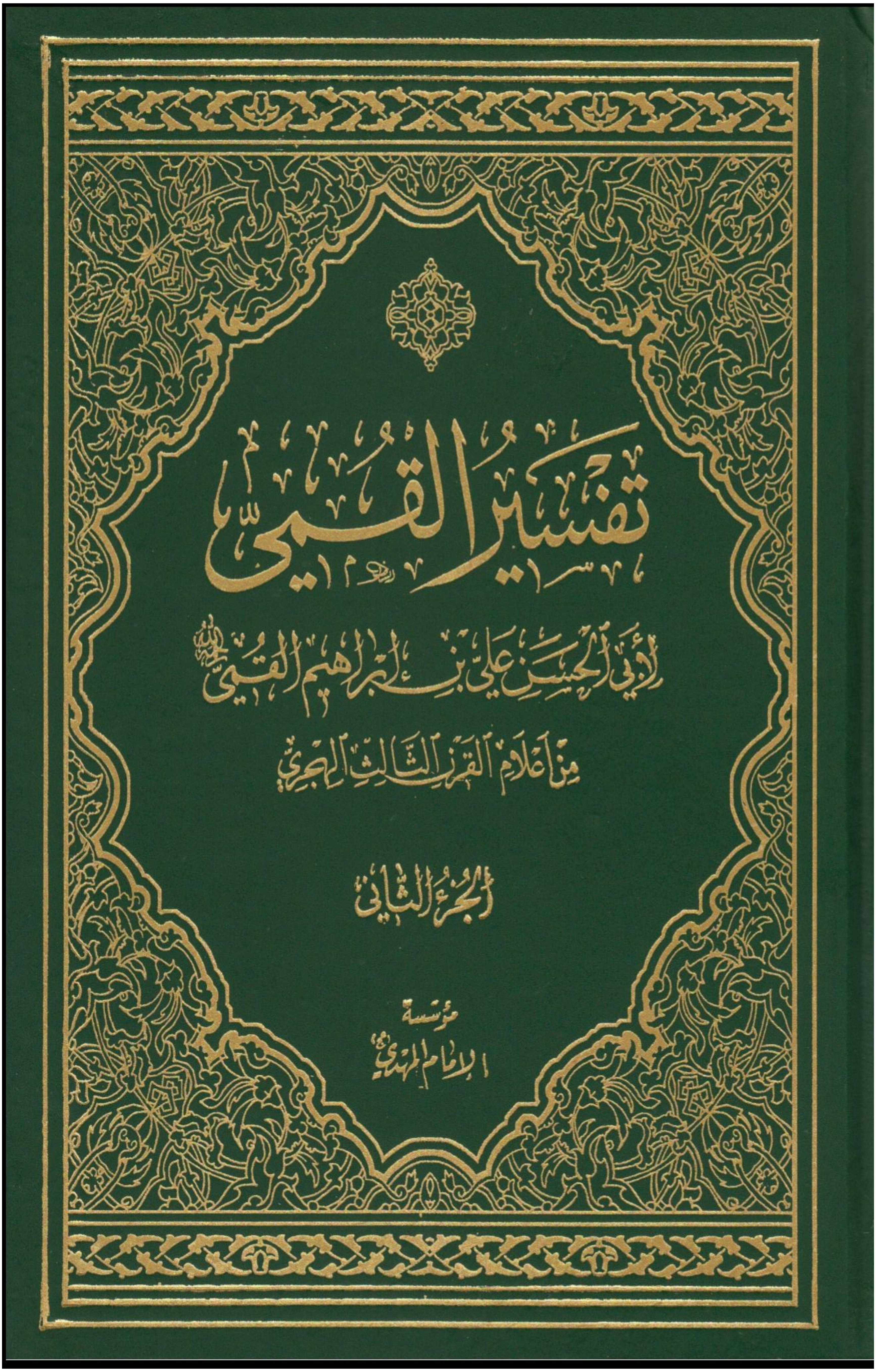
تفسير القمي
لأبي الحسن علي بن إبراهيم القمي
من أعلام القرن الثالث الهجري
الجزء الثاني
مؤسسة
الإمام المهدي

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ﴾ «٤٥»

١٢ـوفي رواية أبي الجارود، عن أبي جعفرعليه السلام في قوله: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ﴾ فقال: الظلّ ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس.(١)

﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ـإلى قوله ـوَحِجْرًا مَّحْجُورًا﴾ «٥٣»

وقوله: ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ـ يقول: أرسل البحرين ـ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ـ فالأُجاج المرّ ـ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا﴾ يقول: حاجزاً، وهو المنتهى. ﴿وَحِجْراً مَحْجُوراً﴾ يقول: [حراماً] محرّماً بأن يغيّر طعم واحد منهما(٢) طعم الآخر.(٣)

وأمّا قوله: ﴿وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ ظَهِيرًا﴾ «٥٥»

فقال عليّ بن إبراهيم: قد يُسمّى الإنسان ربّاً(٤) لغة كقوله: ﴿اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ﴾(٥) وكلّ مالك لشيء يُسمّى ربّه. فقوله: ﴿وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ ظَهِيرًا﴾ قال: الكافر الثاني، كان على أمير المؤمنينعليه السلام ظهيراً.(٦)

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ﴾ «٦٠»

قال: جوابه ﴿الرَّحْمَنُ * عَلَّمَ الْقُرْآنَ * خَلَقَ الْإِنسَانَ * عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾(٧).(٨)

١٢ـوفي رواية أبي الجارود، عن أبي جعفرعليه السلام في قوله تبارك وتعالى: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا﴾ [قال:] فالبروج: الكواكب، والبروج الّتي للربيع والصيف:

(١) عنه البحار: ١٣٢/٥٨ س٦، والبرهان: ١٣٨/٤ ح١، ونور الثقلين: ٢٠٨/٥ ح٧٠.
(٢) «أحدهما» البرهان. (٣) عنه البرهان: ١٣٩/٤ ح١. (٤) «بهذا الإسم» خ.
(٥) يوسف: ٤٢.
(٦) عنه البحار: ١٦٩/٣٦ ح١٥٥، والبرهان: ١٤٤/٤ ح١، ونور الثقلين: ٢١١/٥ ح٨٢.
(٧) الرحمن: ١ ـ ٤. (٨) عنه البرهان: ١٤٥/٤ ح١، ونور الثقلين: ٢١٢/٥ صدر ح٨٥.

علیؑ ہی اسکی ولایت واطاعت میں رب ہیں اور رب وہ خالق ہے جسکا وصف نہیں بیان کیا جاسکتا۔

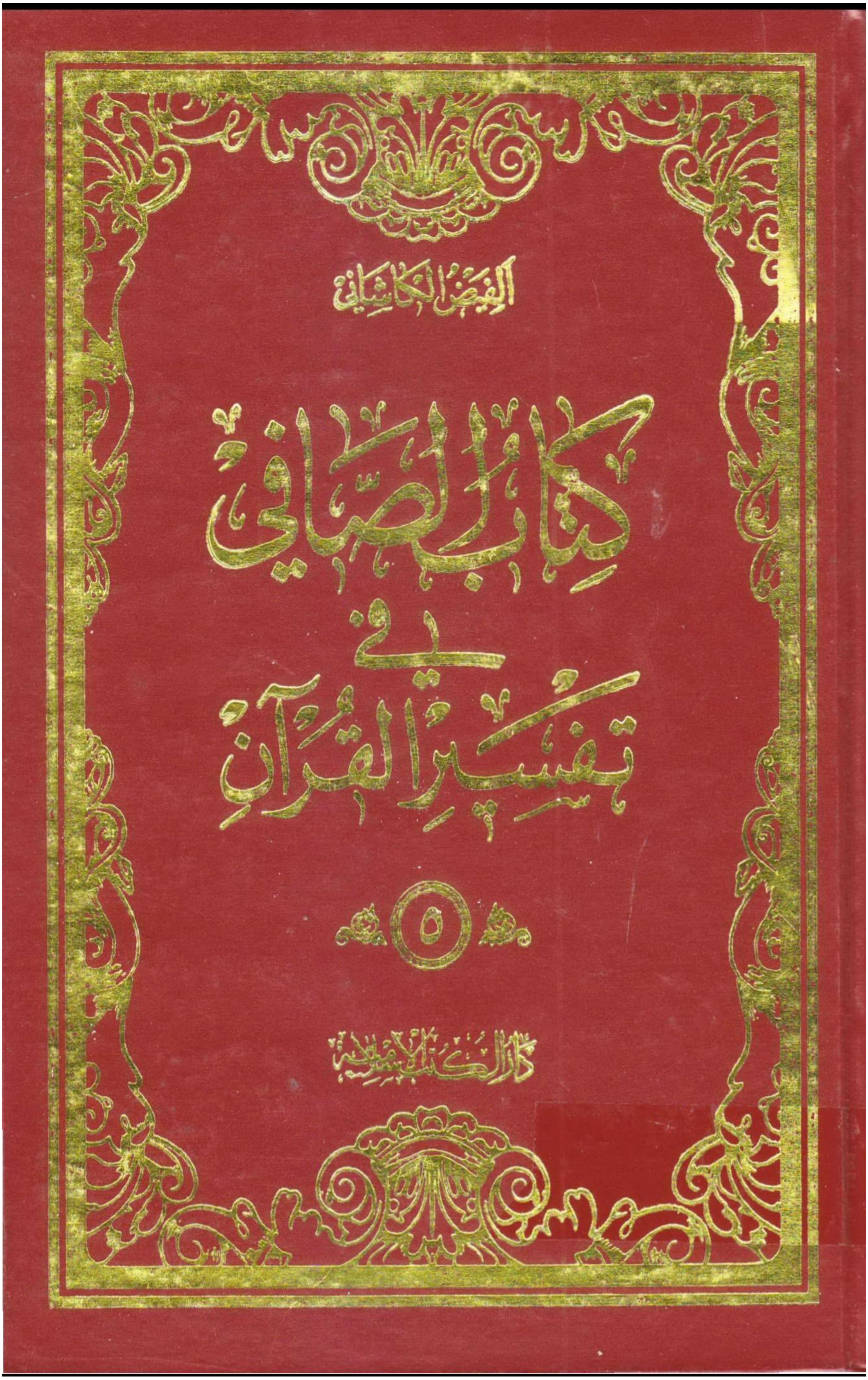
الفيض الكاشاني
كتاب الصافي
في
تفسير القرآن
٥
دار الكتب الإسلامية

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ ٱلْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيراً ﴿٥٥﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا مُبَشِّراً وَنَذِيراً ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَآءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلاً ﴿٥٧﴾

﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ ٱلْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيراً﴾: يظاهر الشيطان في العداوة والشّرك، في البصائر: عن الباقر عليه السلام إنّه سئل عنها؟ فقال: تفسيرها في بطن القرآن: عليّ هو ربّه في الولاية، والربّ: هو الخالق الّذي لا يوصف[1].

أقول: يعني إنّ الربّ على الإطلاق الغير المقيّد بالولاية هو الله الخالق جلّ ذكره.

والقمّي: قد يسمّى الإنسان ربّاً كقوله تعالى: «ٱذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ»[2] وكلّ مالك لشيء يسمّى ربّه وقوله تعالى: «وَكَانَ ٱلْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيراً» فقال: الكافر: الثاني، وكان على أمير المؤمنين عليه السلام ظهيراً[3].

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا مُبَشِّراً﴾: للمؤمنين.

﴿وَنَذِيراً﴾: للكافرين.

﴿قُلْ مَآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ﴾: على تبليغ الرّسالة الّذي يدلّ عليه إلّا مبشرّاً ونذيراً.

﴿مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَآءَ﴾: إلّا فعل من شاء.

﴿أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلاً﴾: أن يتقرّب إليه ويطلب الزّلفى عنده بالإيمان والطّاعة فصوّر ذلك في صورة الأجر من حيث أنّه مقصود فعله، وإستثناء منه قطعاً لشبهة الطّمع وإظهاراً لغاية الشفقة.

---

١ ـ بصائر الدرجات: ص٩٧، ح٥، من النوادر من الأبواب في الولاية، من الجزء الثاني.
٢ ـ يوسف: ٤٢.　　٣ ـ تفسير القمّي: ج٢، ص١١٥، س٩.

علیؑ ہی اسکی ولایت واطاعت میں رب ہیں اور رب وہ خالق ہے جسکا وصف نہیں بیان کیا جا سکتا۔

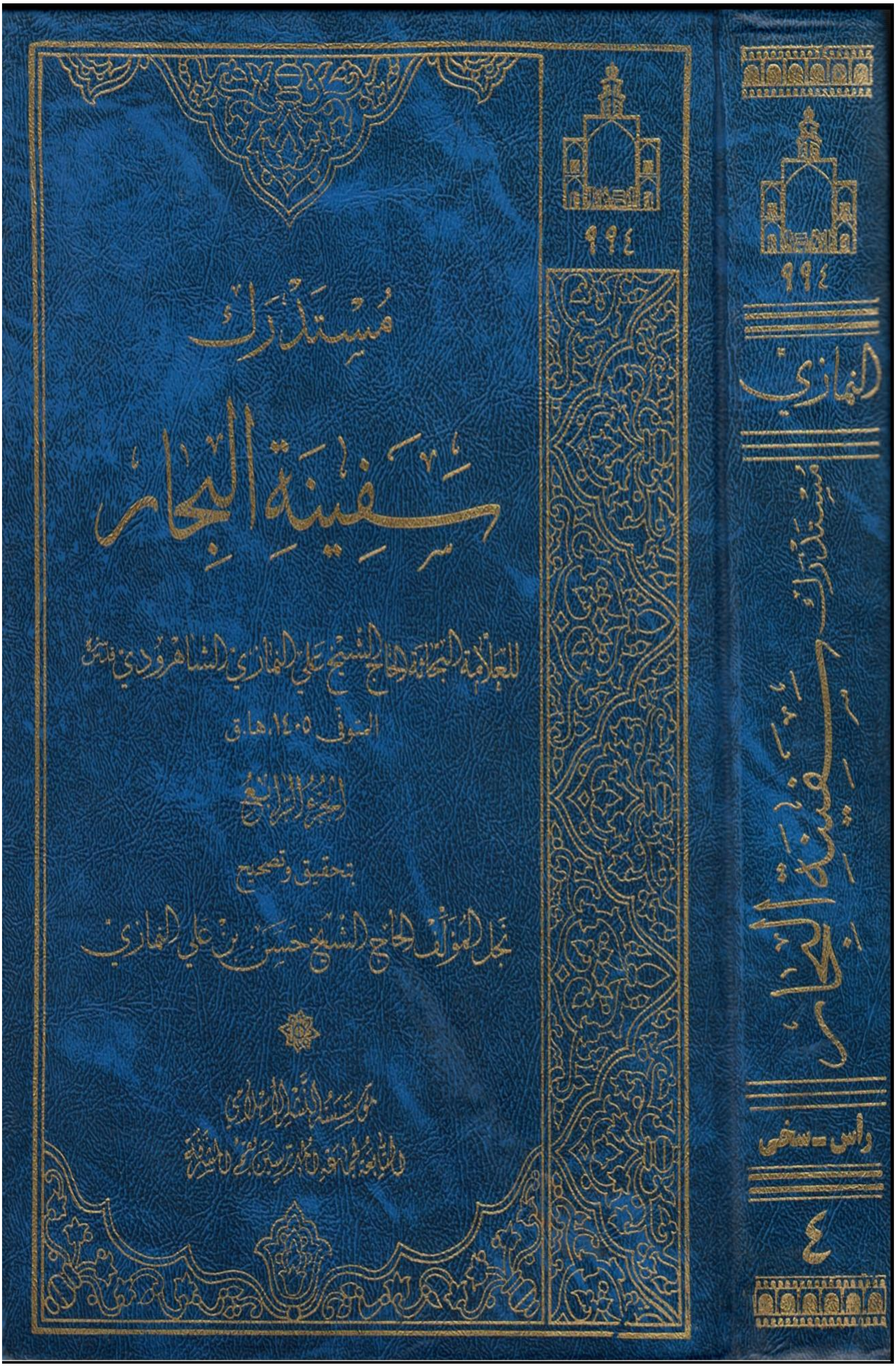
٩٩٤
مستدرك
سفينة البحار
الشيخ علي النمازي الشاهرودي
المتوفى ١٤٠٥ هـ.ق
الجزء الرابع
بتحقيق وتصحيح
نجل المؤلف الحاج الشيخ حسن بن علي النمازي
مؤسسة النشر الإسلامي
النمازي
مستدرك سفينة البحار
راس - سخى
٤

ـ الخبر (١).

تقدّم في «دبب»: أنّ دابّة الأرض أمير المؤمنين عليه السلام . وقال أبو ذرّ في حقّ أمير المؤمنين عليه السلام: وأنّه لربّيّ الأرض الّذي يسكن إليها وتسكن إليه، ولو قد فارقتموه لأنكرتموا الأرض وأنكروكم (٢).

وفي رواية أُخرى قال: وأنّه لزرّ الأرض وربّيّ هذه الأُمّة، لو قد فقدتموه لأنكرتموا الأرض ومن عليها (٣). زرّ الشيء بتقديم الزاء المعجمة أي ما يقوم به؛ كما في المنجد. وفي المجمع لغة «رزز» بتقديم الراء المهملة قال: في الحديث: أنت يا عليّ رزّ الأرض أي عمادها. إنتهى. وكلاهما صحيحان وعلى ذلك يصحّ تأويل كلمة ربّ في بعض الآيات بأمير المؤمنين عليه السلام وبالإمام كقوله تعالى في سورة الفرقان: ﴿وكان الكافر على ربّه ظهيراً﴾ يعني الثاني يكون على أمير المؤمنين ظهيراً (٤).

قوله تعالى: ﴿وأشرقت الأرض بنور ربّها﴾.

تفسير عليّ بن إبراهيم: عن الصّادق عليه السلام في هذه الآية قال: ربّ الأرض إمام الأرض. قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال: يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزؤون بنور الإمام (٥).

تقدّم في «جلى»: تفسير قوله تعالى: ﴿ فلمّا تجلّى ربّه للجبل﴾ وأنّه تجلّى نور محمّد وعليّ صلوات الله عليهما للجبل.

مناقب ابن شهراشوب: جاء في تفسير قوله تعالى: ﴿سقيٰهم ربّهم﴾ يعني سيّدهم عليّ بن أبي طالب عليه السلام ـ الخبر (٦).

(١) ط كمباني ج ٢١٧/١٣، وجديد ج ٦٩/٥٣ .
(٢) ط كمباني ج ٢٤٨/٩، وجديد ج ٢٩٨/٣٧ .
(٣) ط كمباني ج ٢٥٦/٩، وجديد ج ٣٣١/٣٧.
(٤) ط كمباني ج ١١٥/٩، وجديد ج ١٦٩/٣٦ .
(٥) ط كمباني ج ٢٨٥/٣، وجديد ج ٣٢٦/٧ .
(٦) جديد ج ٢١٢/٣٩، وط كمباني ج ٣٩٣/٩.

بصائر الدرجات (جلد اول)

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار

متوفی (۲۹۰ھ)

مترجم

سید اقرار حسین زیدی

(ایم اے عربی۔ عربی فاضل)

پبلیشر

ولایت مشن پبلیکیشنز

E-Mail-info@wilayatmission.com

feedback@wilayatmission.com

Contact : 0346-3233151(karachi),03334570593(Lahore)

I am Sorry !!!!!

حدیث ④ حدثنا یعقوب بن یزید عن ابن سنان عن عتیبة بیاع القصب عن ابی بصیر قال سمعت اباعبدالله علیه السلام یقول ان ولایتنا عرضت علی السموات والارض والجبال و الامصار ماقبلها قبول اهل الکوفة.

ابوبصیر نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا: ہماری ولایت آسمانوں، زمین، پہاڑوں اور شہروں کے سامنے پیش کی گئی کسی نے اسے اس طرح قبول نہ کیا جس طرح اہل کوفہ نے قبول کیا۔

حدیث ⑤ حدثنا عبدالله بن عامر عن ابی عبدالله البرقی عن الحسین بن عثمان عن محمد بن الفضیل عن ابی حمزة قال سألت اباجعفر علیه السلام عن قول الله تبارك وتعالی (ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الاخرة من الخاسرین)؟ قال تفسیرها فی بطن القرآن یعنی (و) من یکفر بولایة علی وعلی هو الایمان قال سألت اباجعفر علیه السلام عن قول الله تعالی (وکان الکافر علی ربه ظهیرا)؟ قال تفسیرها فی بطن القرآن یعنی علی هو ربه فی الولایة والطاعة والرب هو الخالق الذی لایوصف وقال ابوجعفر علیه السلام ان علیا اية لمحمد وان محمدا یدعو إلی ولایة علی اما بلغك قول رسول الله صلی الله علیه وآله من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه؟ فوالی الله من والاه وعاد الله من عاداه واما قوله (انکم لفی قول مختلف) فانه علی یعنی انه لمختلف علیه وقد اختلف هذه الامة فی ولایته فمن استقام علی ولایة علی دخل الجنة ومن خالف ولایة علی دخل

I am Sorry !!!!!

النار واما قوله (يؤفك عنه من افك) فانه يعنى عليا من افك عن ولايته افك على الجنة فذلك قوله (يوفك عنه من افك) واما قوله (وانك لتهدى إلى صراط مستقيم) انك لتأمر بولاية على عليه السلام وتدعو اليها وعلى هو الصراط المستقيم وأما قوله(فاستمسك بالذى اوحى اليك) (فى على) (انك على صراط مستقيم) انك على ولاية على وعلى هو الصراط المستقيم واما قوله (فلما نسوا ماذكروابه) يعنى فلما تركوا ولاية على وقد امروا بها (فتحنا عليهم ابواب كل شئ) يعنى مع دولتهم فى الدنيا وما بسط لهم فيها واما قوله (حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون) يعنى قيام القائم.

ابوحمزہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوجعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ''اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو یقیناً اُس کا عمل ضائع ہوگیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔ (مائدہ۔۵) کے متعلق پوچھا۔آپؑ نے فرمایا: اس کی تفسیر بطنِ قرآن میں ہے یعنی جو علیؑ کی ولایت کا انکار کرے گا اور علیؑ ہی ایمان ہیں۔ (ابوحمزہ کہتے ہیں) میں نے ابوجعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ کے فرمان ﴿وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا﴾ ''اور کافر اپنے رب کے خلاف قوی پشت رہتا ہے''۔ (فرقان۔۵۵) کے متعلق سوال کیا: آپؑ نے فرمایا: اس کی تفسیر بطنِ قرآن میں ہے یعنی علیؑ ہی اِس کے ولایت واطاعت میں رَب ہیں اور رب وہ خالق ہے جس کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا۔ پھر ابوجعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یقیناً علی علیہ الصلوٰۃ والسلام محمدؐ کے لئے آیت ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولایتِ علیؑ کی طرف دعوت دیتے ہیں کیا تمھیں رسولؐ اللہ کا فرمان نہیں پہنچا۔'' جس کا میں مولا تھا اس کا یہ علیؑ مولا ہے اے

I am Sorry !!!!!

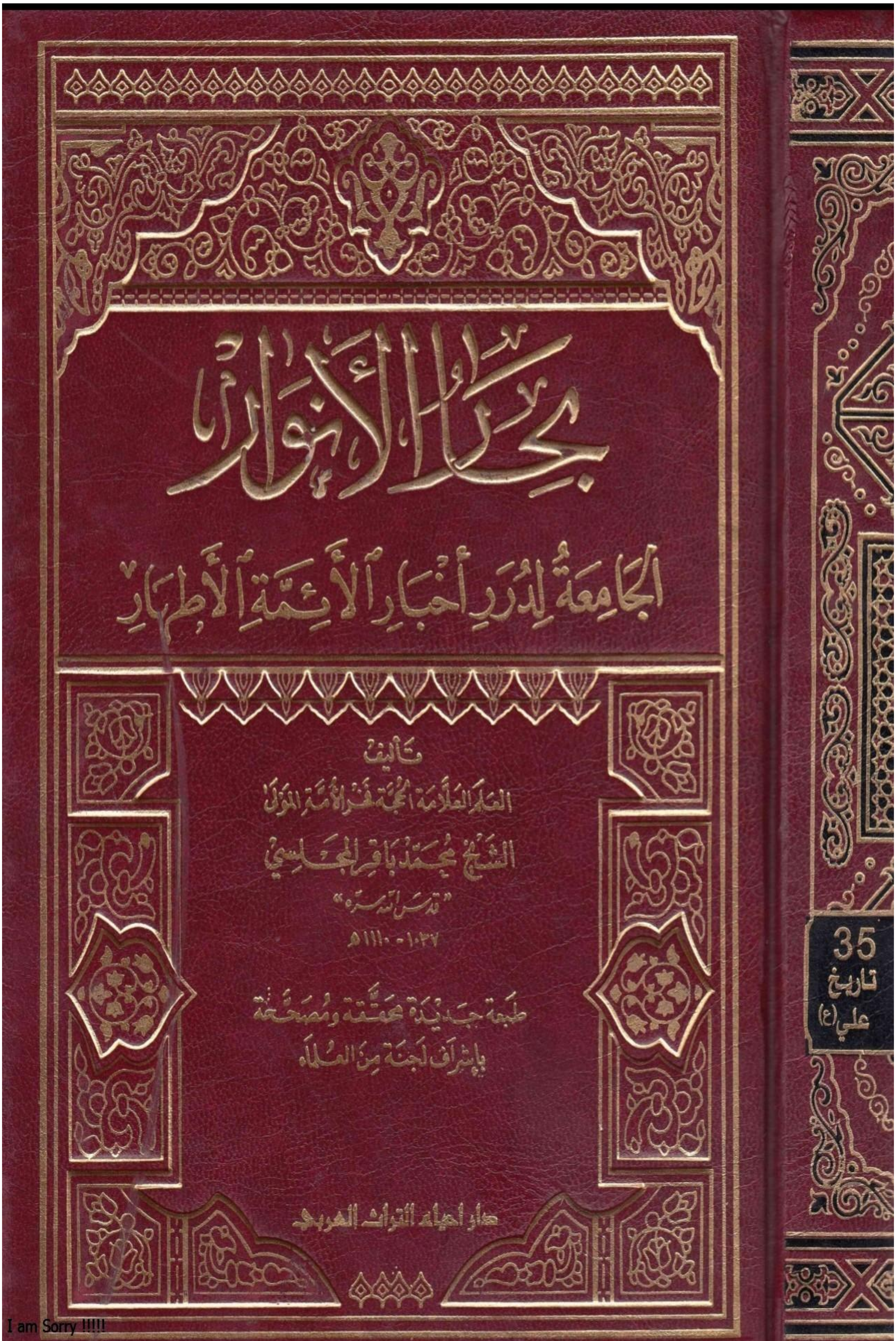
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧-١١١٠هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
35
تاريخ
علي(ع)
I am Sorry !!!!!

تفسيرها في بطن القرآن : عليّ هو ربّه في الولاية و الطاعة ، والربّ هو الخالق الّذي لا يوصف .

وقال أبوجعفر عليه السلام : إنّ عليّاً آية لمحمّد وإنّ محمّداً يدعو إلى ولاية عليّ عليه السلام أما بلغك قول رسول الله صلى الله عليه وآله : من كنت مولاه فعليّ مولاه اللّهمّ وال من والاه وعاد من عاداه ؟ فوالى الله من والاه وعادى الله من عاداه .

وأمّا قوله : « إنّكم لفي قول مختلف (١) » فإنّه يعني أنّه لمختاف عليه (٢) ، قد اختلف هذه الأمّة في ولايته ، فمن استقام على ولاية عليّ دخل الجنّة ، ومن خالف ولاية عليّ دخل النار .

وأمّا قوله : « يؤفك عنه من أفك » فإنّه يعني عليّاً عليه السلام من أفك عن ولايته أفك عن الجنّة ، فذلك قوله : « يؤفك عنه من أفك » .

وأمّا قوله : « وإنّك لتهدي إلى صراط مستقيم (٣) » إنّك لتأمر بولاية عليّ و تدعو إليها وهو على صراط مستقيم (٤) .

وأمّا قوله : «فاستمسك بالّذي اُوحي إليك» : في عليّ «إنّك على صراط مستقيم (٥)» إنّك على ولاية عليّ وهو على الصراط المستقيم (٦) .

وأمّا قوله : « فلمّا نسوا ماذكّروا به (٧) » يعني فلمّا تركوا ولاية عليّ وقد اُمروا بها « فتحنا عليهم أبواب كلّ شيء » يعني دولتهم في الدنيا وما بسط لهم فيها (٨)

---

(١) الذاريات : ٨ . ومابعدها ذيلها .

(٢) في المصدر : فانه على ، يعني انه لمختلف عليه .

(٣) الشورى : ٥٢ .

(٤و٦) في المصدر : وعلى هو الصراط المستقيم .

(٥) الزخرف : ٤٣ وليست كلمة «في على» في المصدر .

(٧) الانعام : ٤٤ ، ومابعدها ذيلها .

(٨) في المصدر : ومابسط اليهم فيها .

I am Sorry !!!!!

سورہ اعراف آیت نمبر 143

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِىْ وَلٰـكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَـبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِىْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور) پر پہنچے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں۔ رب نے کہا کہ تم مجھے ہر گز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوارِ ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں

مولا علیؑ فرماتے ہیں وہ میں تھا جسکا جلوہ کوہ طور پر چمکا تھا۔

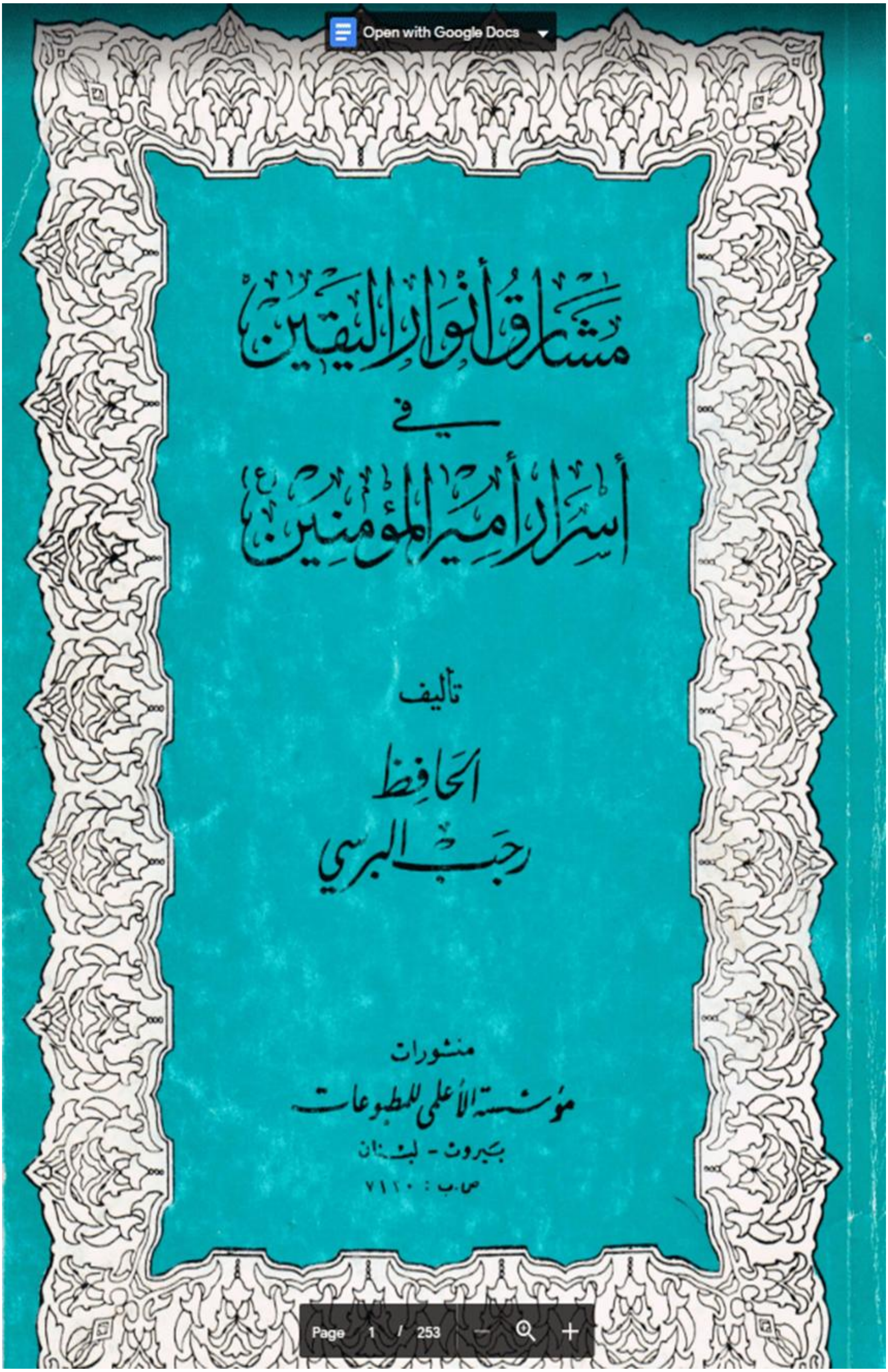

مشارق أنوار اليقين

في

أسرار أمير المؤمنين

تأليف

الحافظ

رجب البرسي

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧١٢٠

مميتها ، انا محييها ، انا الأول ، انا الآخر ، انا الظاهر ، انا الباطن ، انا مع الكور قبل الكور ، انا مع الدور قبل الدور ، انا مع القلم قبل القلم ، انا مع اللوح قبل اللوح ، انا صاحب الأزلية الأولية، انا صاحب جابلقا وجابرسا ، انا صاحب الرفوف وبهرم ، انا مدبر العالم الأول حين لا سماؤكم هذه ولا غبراؤكم ، قال : فقام اليه ابن صويرمة فقال: انت انت يا امير المؤمنين ،فقال: انا انا لا إله إلا الله ربي ورب الخلائق اجمعين ، له الخلق والأمر ، الذي دبر الأمور بحكمته ، وقامت السماوات والأرض بقدرته ، كأني بضعيفكم يقول الا تسمعون إلى مـا يدعيه ابن ابي طالب في نفسه ، وبالأمس تكفهر عليه عساكر اهل الشام فلا يخرج اليها ، وباعث محمد وابراهيم ، لاقتلن ل الشام بكم قتلات واي قتلات ، وحقي وعظمتي لأقتلن اهل الشام بكم قتلات ي قتلات ، ولأقتلن اهل صفين بكل قتلة سبعين قتلة ، ولأردن إلى كل مسلم حيوة جديدة ، ولأسلمن إليه صاحبه وقاتله ، الى ان يشفى غليل صدري منه ، ولأقتلن بعمار بن ياسر وباويس القرني الف قتيل اولى يقال لا وكيف واين ومتى وانى وحق ، فكيف إذا رأيتم صاحب الشام ينشر بالمناشير ، ويقطـع بالمساطير ، ثم لأذيقنه اليم العقاب ، إلا فأبشروا ، فإليّ يرد امر الخلق غداً بأمر ربي ، فلا يستعظم ما قلت ، فانا اعطينا علم المنايا والبلايا ، والتأويل والتنزيل ، وفصل الخطاب وعلم النوازل ، والوقايع والبلايا ، فلا يغرب عنا شيء ، كأني بهذا واشار الى الحسين (ع) قد ثار نوره بين عينيه ، فأحضره لوقته بحين طويل يزلزلها ويخسفها ، وثار معه المؤمنون في كل مكان ، وايم الله لو شئت سميتهم رجلاً رجلاً باسمائهم واسماء آبائهم فهم يتناسلون من اصلاب الرجال وارحام النساء ، الى يوم الوقت المعلوم ، ثم قال: يا جابر ، انتم مع الحق ومعه تكونون ، وفيه تموتون ، يا جابر إذا صاح الناقوس ، وكبس الكابوس ، وتكلم الجاموس ، فعند ذلك عجائب واي عجائب ، اذا انارت النار ببصري،وظهرت الراية العثمانية بوادي سوداء ، واضطربت البصرة وغلب بعضهم بعضاً ، وصبا كل قوم الى قوم ، وتحركت عساكر خراسان،وتبع شعيب بن صالح التميمي من بطن الطالقان، وبويع نسعيد السوسي بخوزستان ، وعقدت الراية لعماليق كردان ، وتغلبت العرب على بلاد الأرمن والسقلاب ، واذعن هرقل بقسطنطينه لبطارقة سينان، فتوقعوا ظهور مكلم موسى من الشجرة على الطور ، فيظهر هذا ظاهر مكشوف ، ومعاين موصوف، الا وكم عجائب تركتها،و-لائل كتمتها، الا أجد لها حملة ، انا صاحب ابليس بالسجود، انا معذبه وجنوده على الكبر والغيور بأمر الله،انا رافع ادريس مكاناً علياً ، انا منطق

Page 168 / 253

افراد قتل کر ڈالوں گا۔ کیسے؟۔ کہاں؟۔ کب؟۔ کب تک؟۔ کہاں تک؟۔ جیسے سوالوں کی گنجائش نہیں یہ سب ہو کر رہے گا۔ اُس کیفیت کا تصور کرو جب تمہارے سامنے شام والا (معاویہ) آروں سے چیرا جا رہا ہوگا۔ دھار دار آلات سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ پھر میں اُسے عذاب الیم کا مزہ چکھاؤں گا اور ہاں تم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ مخلوق کے معاملات، میرے رب کے امر سے میری طرف بھیجے جائیں گے۔ لہٰذا جو کچھ میں نے کہا اُس پر حیران نہ ہو کیونکہ ہم کو بلاؤں اور موت کا علم دیا گیا ہے تاویل وتنزیل کا علم ہمارے پاس ہے، مصیبتوں کے آنے کے اُصول وقوانین ہم جانتے ہیں۔ ہمارے پاس فصل الخطاب ہے۔ ہر ہونے والی بات ہمارے علم میں ہوتی ہے اس لئے کوئی چیز بھی ہم سے چھپی نہیں رہتی۔ پھر مولاؑ امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس کی آنکھوں کے بیچوں بیچ اُسکا نور جوش مار رہا ہے اُسے اپنے وقت پر حاضر کیا جائے گا۔ جبکہ طویل زمانہ گزر جائے گا۔ پس وہ اُسکو (زمین کو) متزلزل کر دے گا اور دھنسا دے گا۔ مومنین ہر جگہ پر اُس کے ساتھ جوش وخروش کا مظاہرہ کریں گے اور خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو اُن مومنین میں ایک ایک آدمی کے نام اور انکے باپوں کے نام بیان کر دوں جو مردوں کے اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں سلسلہ تناسل کے نتیجے میں ظاہر ہوتے رہیں گے ایک وقت معلوم تک۔

پھر مولاؑ نے جابر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے جابر! تم لوگ حق کے ساتھ ہو اور حق کے ساتھ ہی رہو گے اور حق پر ہی تم کو موت آئے گی۔ اے جابر! جب ناقوس چیخے گا، خوف لوگوں کو دبا لے گا بھینس بولنے لگے گی، اُس وقت عجیب چیزوں کا دور دورہ ہوگا۔ جب بصرہ میں آگ لگے گی اور عثمانی جھنڈا وادی سوداء میں ظاہر ہوگا (خروج سفیانی) بصرے میں اضطراب ہوگا اور لوگ ایک دوسرے پر غلبہ کے لئے جنگ کریں گے، ہر قوم دوسری قوم کی طرف کھنچے گی۔ خراسان کے لشکر حرکت میں آجائیں گے، شعیب بن صالح التمیمی طالقان کے وسط سے ظاہر ہوگا۔ اُسکی اتباع کی جائے گی۔ خوزستان کے سعید سوسی کے لئے بیعت کی جائے گی۔ کُردوں کے لئے جھنڈا بنایا جائے گا۔ عرب ارمن اور سقلاب کے علاقوں پر غلبہ پالیں گے۔ ہرقل قسطنطنیہ اہلِ سینان کو ڈرائے گا۔ اُس وقت تم توقع کرو گے تو موسیٰ سے طور پر کلام کرنے والا ظہور کرے گا۔ یہ سب کچھ ظاہر وآشکار ہو کر رہے گا اور یاد رہے کہ میں نے کتنے ہی عجائبات بیان کرنے سے چھوڑ دیئے ہیں اور کتنے ہی دلائل کو تم سے چھپا لیا ہے، کیونکہ اُن کو برداشت کرنے والے قلوب تم میں موجود نہیں ہیں، میں نے ابلیس کو سجدے کا حکم دیا تھا، میں ہی اُسے اُسکے غرور وتکبر پر اللہ کے امر سے عذاب دونگا۔ میں نے ادریس نبیؑ کو بلند مکان پر اُٹھا لیا ہے۔ مریمؑ کی گود میں عیسیٰؑ کی زُبان پر میں نے کلام جاری کیا تھا میں نے میدان بنائے ہیں، اور میں نے ہی زمین کا فرش بچھایا ہے میں نے زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ خشکی ہے، ایک حصہ سمندر ہے ایک

I am Sorry !!!!!
Presented by www.ziaraat.com

عيسى في المهد صبياً ، انا مدين الميادين وواضع الأرض ، انا قاسمها اخماساً ، فجعلت خمساً براً ، وخمساً بحراً ، وخمساً جبالاً ، وخمساً عماراً ، وخمساً خراباً ، انا خرقت القلزم من الترجيم ، وخرقت العقيم من الحيم ، وخرقت كلا من كل ، وخرقت بعضاً في بعض ، انا طيرثا ، انا جانبوثا ، انا البارحلون ، أنا عليوثوثا ، انا المسترق على البحار في نواليم الزخار عند البيار ، حتى يخرج لي ما اعد لي فيه من الخيل والرجل ، فخذ ما أحببت ، وأترك ما أردت ، ثم اسلم إلى عمـــار بن ياسر اثني عشر الف ادهم على أدهم ، منها محب لله ولرسوله، مع كل واحد اثني عشر كتيبة ، لا يعلم عددها إلا الله، الا فابشروا ، فانتم نعم الاخوان ، إلا وان لكم بعد حين طرفة تعلمون بهـا بعض البيان ، وتنكشف لكم صنايع البرهان ، عند طلوع بهرام وكيوان ، على دقائق الاقتران ، فعندما تتواتر الهزات والزلازل ، وتقبل مرايات من شاطىء جيحون إلى بيداء بابل ، انا مبرج الابراج وعاقد الرياح ، ومفتح الافراج وباسط العجاج ، انا صاحب الطور ،انا ذلك النور الظاهر ،انا ذلك البرهان الباهر، وانما كشف لموسى شقص من شقص الذر من المثقال ، وكل ذلك بعلمن اللهذي الجلال،أنا صاحب جنات الخلود، انا مجري الانهار انهاراً من ماء تيار ، وانهاراً من لبن ، وانهاراً من عسل مصفى ، وانهاراً من خمر لذة للشاربين ، انا حجبت جهنم وجعلتها طبقات السعير،وسقر الجير، والاخرى عمقيوس اعددتها للظالمين ، واودعت ذلك كله وادي برهوت ، وهو والفلق ورب ما خلق ، يخلد فيه الجبت والطاغوت وعبيدهما، ومن كفر بذي الملك والملكوت انا صانع الاقاليم بأمر العليم الحكيم ، انا الكلمة التي بها تمت الامور ودهرت الدهور ، انا جعلت الاقاليم ارباعاً ، والجزائر سبعاً ، فاقليم الجنوب معدن البركات ، واقليم الشمال معدن السطوات ، واقليم الصبا معدن الزلازل واقليم الدبور معدن الهلكات .

ألا ويل لمداينكم وامصاركم منطغاة يظهرون فيغيرون ويبدلون اذا تمالت الشدائد من دولة الخصيان ، وملكة الصبيان ، والنسوان ، فعند ذلك ترتج الاقطار بالدعاة إلى كل باطل ، هيهات هيهات ، توقعوا حلول الفرج الاعظم ، واقباله فوجاً فوجاً ، اذا جعل الله حصباء النجف جوهراً ، وجعله تحت أقدام المؤمنين، وتبايع به للخلاف والمنافقين، ويبطل معه الياقوت الاحمر ، وخالص الدر والجوهر، الا وان ذلك من أبين العلامات، حتى اذا انتهى ذلك صدق ضياؤه ، وسطع بهاؤه ، وظهر ما تريدون ، وبلغتم ما تحبون ، الا وكم الى ذلك من عجائب جمـة ، وأمور ملمة ، يا أشباه الاعثام ، وبهام الانعام ، كيف تكونون اذا دهمتكم رايات لبني كنام مع عثمان بن عنبسة من عراص

Presented by www.ziaraat.com

حصہ پہاڑ ہے، ایک حصہ آباد ہے ایک حصہ ویران ہے۔

میں نے زحیم کو چیر کر قلزم نکالا اور حمیم کو شق کر کے عقیم نکالا ،کل کو کل سے اور بعض کو بعض سے نکالا میں طیبو سا ہوں ، میں جانیوسا ہوں ، میں بارجلون ہوں ، میں علیوثو ثا ہوں میں سمندروں پر تصرف رکھتا ہوں ایک وقت آئے گا جن سے گھوڑے اور پیادے نکلیں گے جو میری نصرت کے لئے ان میں ٹھہرائے گئے ہیں میں ان میں سے جن کو دوست رکھتا ہوں لے لوں گا اور جن کا ارادہ کرونگا ان کو چھوڑ دونگا۔ پھر عمار بن یاسر کو بارہ ہزار دونگا جن میں اللہ و رسولؐ سے محبت کرنے والے ہونگے ان میں ہر ایک کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہوگی انکی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہاں تم کو خوشخبری ہو کہ تم اچھے بھائی ہو اور ہاں کچھ کم وقت کے بعد کچھ اور باتیں جان لو گے اور تم پر چیز کا بُرہانی پہلو ظاہر ہو جائے گا اور یہ جب ہوگا کہ جب بہرام اور کیواں نامی ستارے طلوع ہونگے اور ان کے قران کے وقت سے یکے بعد دیگرے آفات اور زلزلے آنا شروع ہو جائیں گے، جیحون کے ساحل سے لیکر بابل کے بیداء تک جھنڈے نصب ہونگے۔

میں نے آسمان پر برجوں کو سجایا اور ہوا کو زمین کے ساتھ باندھ دیا اور سمندروں کو پھیلایا میں صاحب طور ہوں میں ہی وہ نور ہوں جو طور پر ظاہر ہوا، میں ہی وہ روشن بُرھان ہوں جو موسیٰؑ پر صرف ایک ذرے کے برابر ظاہر ہوا اور یہ سب کچھ اُس علم سے ہے جو اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہے۔

میں جنت خلد کا مالک ہوں میں نے جنت میں نہریں جاری کی ہیں پانی کی نہریں دودھ کی نہریں صاف شدہ شہد کی نہریں اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کو لذت بخشتی ہیں، میں نے جہنم بنائی اور اُس کو طبقات میں تقسیم کیا، سعیر، سقر ، الجبر اور عمقیوس نامی طبقے بنائے اور اُن کو ظالموں کے لئے مخصوص کر دیا اور یہ سب وادیٔ برھوت میں رکھ دیئے اور وہ فلق ہے اور رب کی قسم جو فلق ہے اس میں جبت و طاغوت کا ابدی مسکن ہے اور اُن کے غلاموں کا اور انکا جو ملک و ملکوت کے مالک کا کفر کرتے ہیں میں نے علیم و حکیم کے امر سے اقالیم بنائی ہیں۔ میں ہی وہ کلمہ ہوں جس پر اُمور اور زمانے تمام ہو جاتے ہیں۔ میں نے اقالیم کو چار حصوں میں بنایا ہے اور سات حصوں میں تقسیم کیا ہے پس اقلیمِ جنوب معدنِ برکات ہے اور اقلیمِ شمال معدنِ شان و شوکت، اور اقلیم صبا معدن زلزال، اور اقلیمِ دبور معدنِ ہلاکت ہے۔

یاد رہے کہ تمہارے شہروں اور زمینوں پر طاغوتیوں کی یورش ہوگی جو اپنی مرضی سے تغیر و تبدیل کریں گے جبکہ خواجہ سراؤں بچوں اور عورتوں کی حکومت سے شدتیں ظاہر ہوں گی اور، اُس وقت زمین باطل کی نشر و اشاعت کرنے والوں سے بھر جائے گی۔ اُس وقت تم لوگ کسی ایسے کی توقع کرو گے جو تم کو مکمل نجات دلا سکے اور اُس کی طرف فوج در فوج آؤ گے۔ نجف کی کنکریاں بحکم خدا ہیروں میں تبدیل ہو جائیں گی اور مومنین اُن پر چلیں گے اسکے برعکس منافقین

Presented by www.ziaraat.com

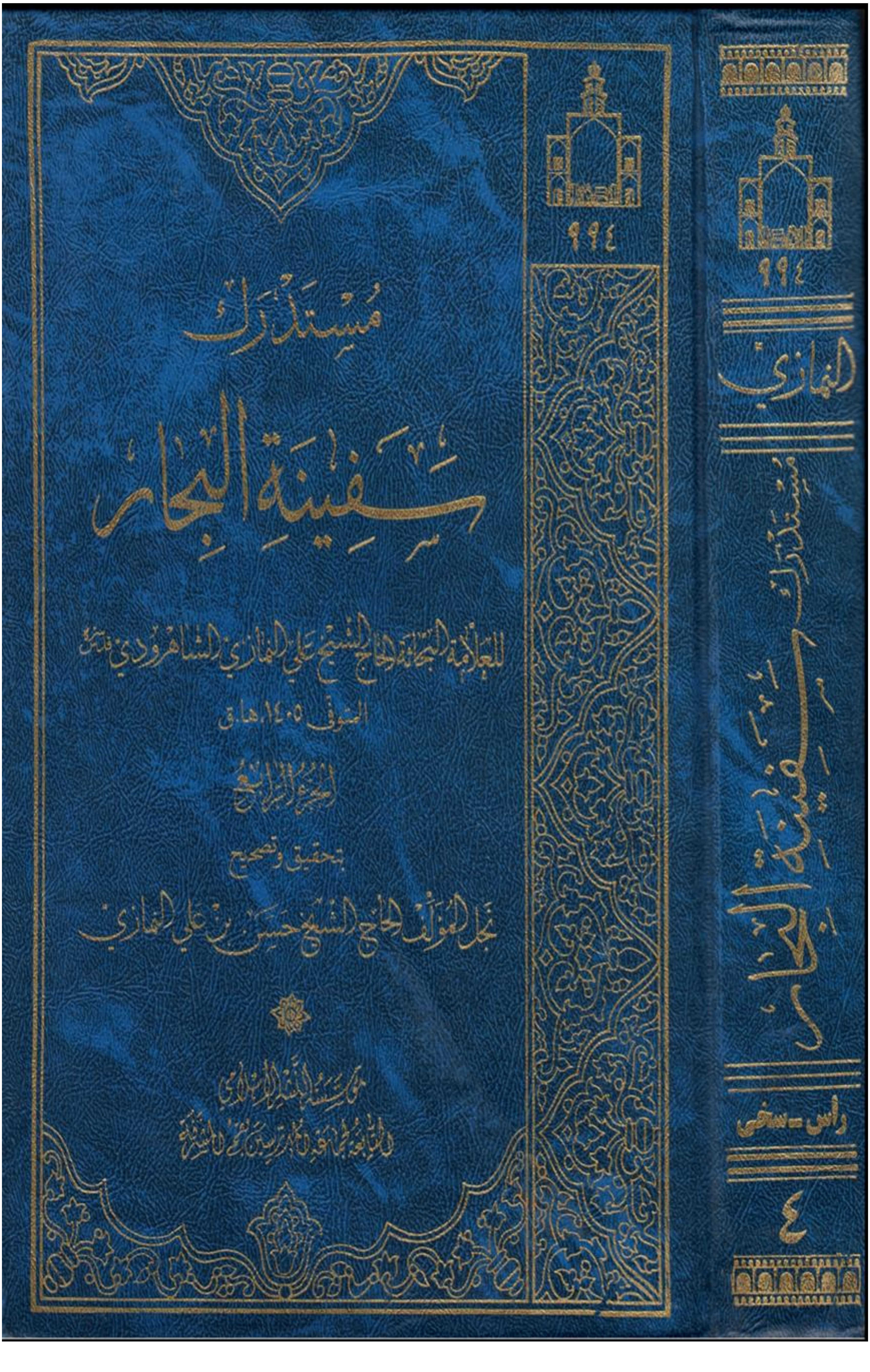
٩٩٤
مستدرك
سفينة البحار
للعلامة المحقق الحاج الشيخ علي النمازي الشاهرودي
المتوفى ١٤٠٥ هـ.ق
الجزء الرابع
بتحقيق وتصحيح
نجل المؤلف الحاج الشيخ حسن بن علي النمازي
مؤسسة النشر الإسلامي
التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة
النمازي
مستدرك سفينة البحار
راس - سخي
٤

ـ الخبر [١].

تقدّم في «دبب»: أنّ دابّة الأرض أمير المؤمنين عليه السلام . وقال أبو ذرّ في حقّ أمير المؤمنين عليه السلام: وأنّه لربّيّ الأرض الّذي يسكن إليها وتسكن إليه، ولو قد فارقتموه لأنكرتموا الأرض وأنكروكم [٢].

وفي رواية أُخرى قال: وأنّه لزرّ الأرض وربّيّ هذه الأُمّة، لو قد فقدتموه لأنكرتموا الأرض ومن عليها [٣]. زرّ الشيء بتقديم الزاء المعجمة أي ما يقوم به؛ كما في المنجد. وفي المجمع لغة «رزز» بتقديم الراء المهملة قال: في الحديث: أنت يا عليّ رزّ الأرض أي عمادها . إنتهى. وكلاهما صحيحان وعلى ذلك يصحّ تأويل كلمة ربّ في بعض الآيات بأمير المؤمنين عليه السلام وبالإمام كقوله تعالى في سورة الفرقان: ﴿وكان الكافر على ربّه ظهيراً﴾ يعني الثاني يكون على أمير المؤمنين ظهيراً [٤].

قوله تعالى: ﴿وأشرقت الأرض بنور ربّها﴾.

تفسير عليّ بن إبراهيم : عن الصّادق عليه السلام في هذه الآية قال: ربّ الأرض إمام الأرض. قلت: فإذا خرج يكون ماذا؟ قال: يستغني الناس عن ضوء الشمس ونور القمر ويجتزؤون بنور الإمام [٥].

تقدّم في «جلى»: تفسير قوله تعالى: ﴿ فلمّا تجلّى ربّه للجبل﴾ وأنّه تجلّى نور محمّد وعليّ صلوات الله عليهما للجبل.

مناقب ابن شهراشوب: جاء في تفسير قوله تعالى: ﴿سقيٰهم ربّهم﴾ يعني سيّدهم عليّ بن أبي طالب عليه السلام ـ الخبر [٦].

(١) ط كمباني ج ٢١٧/١٣، وجديد ج ٦٩/٥٣ .
(٢) ط كمباني ج ٢٤٨/٩، وجديد ج ٢٩٨/٣٧ .
(٣) ط كمباني ج ٢٥٦/٩، وجديد ج ٣٣١/٣٧.
(٤) ط كمباني ج ١١٥/٩، وجديد ج ١٦٩/٣٦ .
(٥) ط كمباني ج ٢٨٥/٣، وجديد ج ٣٢٦/٧ .
(٦) جديد ج ٢١٢/٣٩، وط كمباني ج ٢٩٣/٩.

وہ تجلی محمد و علی کے نور کی ہے۔

چلتے ہیں روایات کی طرف

بحار الانوار میں مولا محمدؐ فرماتے ہیں

يا علي أنت نذير أمتي وأنت ربيها

یا علیؑ آپ میری امت کے نزیر اور رب ہیں۔

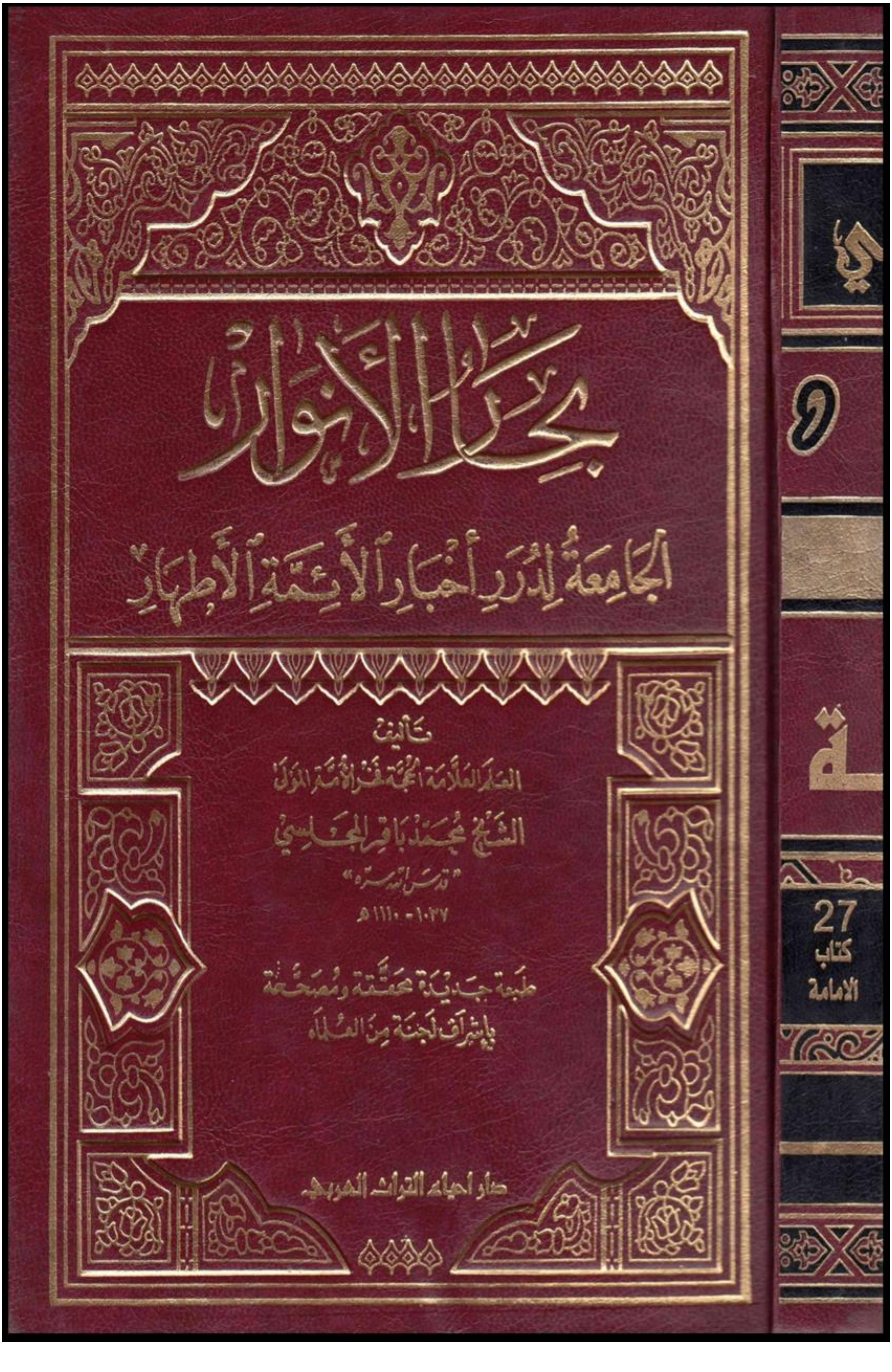
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
27
كتاب
الامامة

الخطّاب عن النبيّ صلى الله عليه وآله أنّه قال : يا عليّ أنت نذير اُمّتي وأنت ربّيّها [١] وأنت صاحب حوضي وأنت ساقيه ، وأنت يا عليّ ذوقرنيها ، ولك كلاطرفيها ، و لك الآخرة والاُولى،فأنت يوم القيامة السّاقي ، و الحسن الذّائد ، والحسين الأمير [٢] ، و عليّ ابن الحسين الفارط ، ومحمّد بن عليّ النّاشر ، وجعفر بن محمّد السّائق ، وموسى بن جعفر المحصي للمحبّ والمنافق ، وعليّ بن موسى مرتّب المؤمنين ، ومحمّد بن عليّ منزل أهل الجنّة منازلهم ، و عليّ بن محمّد خطيب أهل الجنّة و الحسن بن عليّ جامعهم حيث يأذن الله لمن يشاء و يرضى [٣] .

٨ ـ و عن ابن عبّاس عن النبيّ صلى الله عليه وآله أنّه قال : يا عليّ أنت صاحب الجنان وقاسم النّيران [٤] ، ألا وإنّ مالكاً و رضوان يأتياني غداً عن أمر الرّحمان ، فيقولان لي : يا محمّد هذه مفاتيح الجنّة والنّار هبة من الله إليك ، فسلّمها إلى عليّ بن أبي طالب فأدفعها إليك ، فمفاتيح الجنّة والنّار يومئذ بيدك تفعل بها ماتشاء [٥] .

٩ـ وروى المفضّل بن عمر قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إذا كان عليّ عليه السلام يدخل الجنّة محبّه و النّار عدوّه فأين مالك و رضوان إذاً ؟ فقال : يا مفضّل أليس الخلائق كلّهم يوم القيامة بأمر محمّد ؟ قلت : بلى ، قال : فعليّ عليه السلام يوم القيامة قسيم الجنّة والنّار بأمر محمّد ، و مالك و رضوان أمرهما إليه ، خذها يا مفضّل فانّها من مكنون العلم و مخزونه [٦] .

١٠ ـ وروي عن الصادق عليه السلام أنّه قال : إذا كان يوم القيامة وُلّينا أمر شيعتنا

---

(١) ربى وربانى : المصلح والسيد والمالك . والربانى أيضا : المتأله العارف بالله ، والذى يربى الناس بعلمه . و فى المصدر : و أنت هاديها .

(٢) فى المصدر : والحسين الامر .

(٣) مشارق الانوار : ٤٣ و ٢٤٤ .

(٤) فى المصدر : و قسيم النيران .

(٥و٦) مشارق الانوار : ٢٤٥ .

اصحاب فیل میں حضرت عبد المطلبؑ نے فرمایا

(انا رب الابل وللبیت رب)

میں اونٹوں کا رب (مالک) ہوں اور کعبے کا بھی ایک رب (مالک) ہے۔

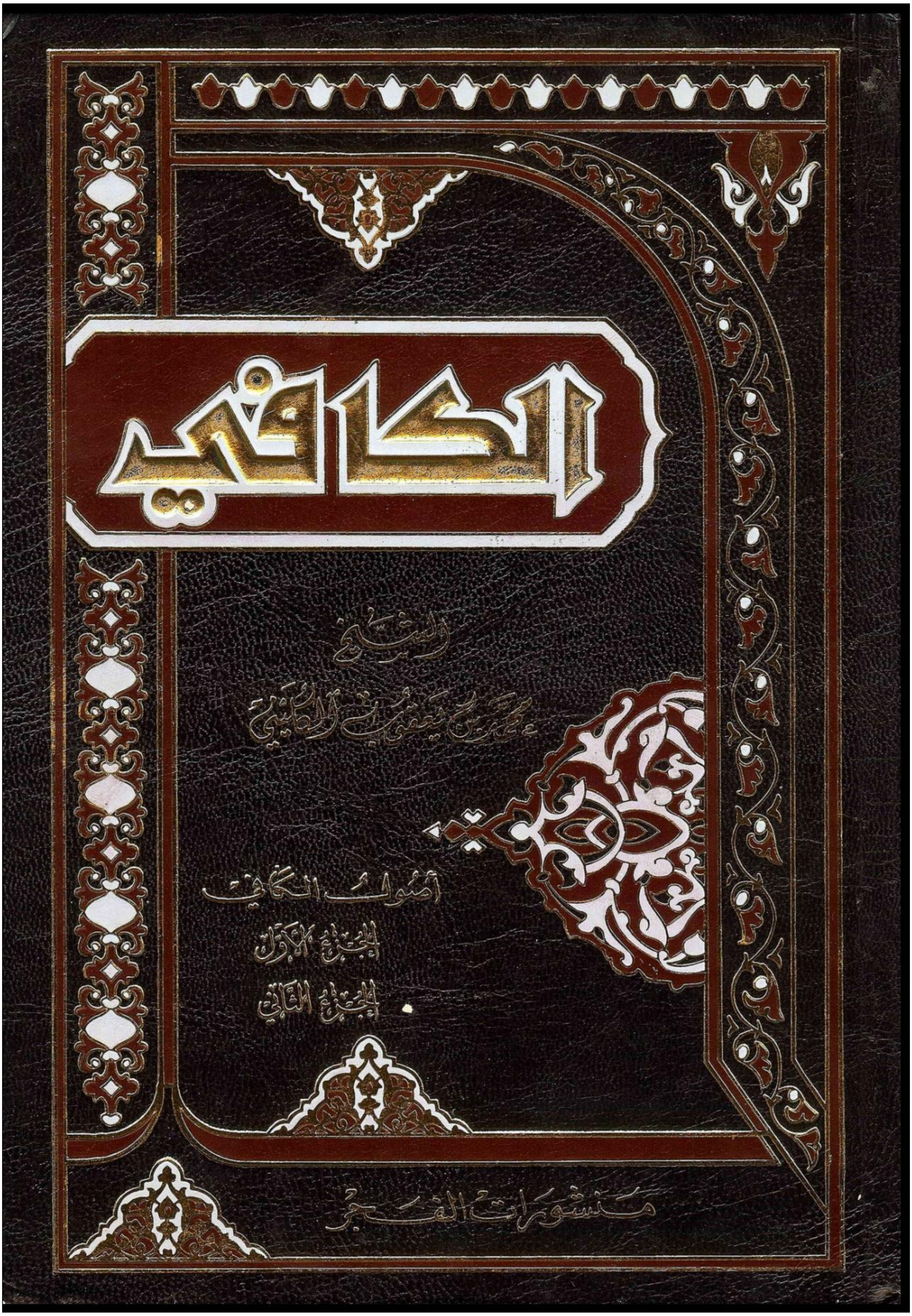
الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر

عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: لَمَّا أَنْ وَجَّهَ صَاحِبُ الْحَبَشَةِ بِالْخَيْلِ ومَعَهُمُ الْفِيلُ لِيَهْدِمَ الْبَيْتَ، مَرُّوا بِإِبِلٍ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَسَاقُوهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، فَأَتَى صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فَدَخَلَ الْآذِنُ، فَقَالَ: هَذَا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: ومَا يَشَاءُ؟ قَالَ التَّرْجُمَانُ: جَاءَ فِي إِبِلٍ لَهُ سَاقُوهَا، يَسْأَلُكَ رَدَّهَا فَقَالَ مَلِكُ الْحَبَشَةِ لِأَصْحَابِهِ: هَذَا رَئِيسُ قَوْمٍ وزَعِيمُهُمْ جِئْتُ إِلَى بَيْتِهِ الَّذِي يَعْبُدُهُ لِأَهْدِمَهُ وهُوَ يَسْأَلُنِي إِطْلَاقَ إِبِلِهِ، أَمَا لَوْ سَأَلَنِيَ الْإِمْسَاكَ عَنْ هَدْمِهِ لَفَعَلْتُ، رُدُّوا عَلَيْهِ إِبِلَهُ، فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِتَرْجُمَانِهِ: مَا قَالَ: لَكَ الْمَلِكُ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: أَنَا رَبُّ الْإِبِلِ ولِهَذَا الْبَيْتِ رَبٌّ يَمْنَعُهُ، فَرُدَّتْ إِلَيْهِ إِبِلُهُ وانْصَرَفَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ نَحْوَ مَنْزِلِهِ، فَمَرَّ بِالْفِيلِ فِي مُنْصَرَفِهِ، فَقَالَ لِلْفِيلِ: يَا مَحْمُودُ فَحَرَّكَ الْفِيلُ رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَتَدْرِي لِمَ جَاؤُوا بِكَ؟ فَقَالَ الْفِيلُ بِرَأْسِهِ: لَا، فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: جَاؤُوا بِكَ لِتَهْدِمَ بَيْتَ رَبِّكَ أَفَتُرَاكَ فَاعِلَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ بِرَأْسِهِ: لَا، فَانْصَرَفَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا غَدَوْا بِهِ لِدُخُولِ الْحَرَمِ فَأَبَى وامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِبَعْضِ مَوَالِيهِ عِنْدَ ذَلِكَ: اعْلُ الْجَبَلَ فَانْظُرْ تَرَى شَيْئاً؟ فَقَالَ: أَرَى سَوَاداً مِنْ قِبَلِ الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ: يُصِيبُهُ بَصَرُكَ أَجْمَعَ؟ فَقَالَ لَهُ: لَا ولَأَوْشَكَ أَنْ يُصِيبَ، فَلَمَّا أَنْ قَرُبَ، قَالَ: هُوَ طَيْرٌ كَثِيرٌ ولَا أَعْرِفُهُ يَحْمِلُ كُلُّ طَيْرٍ فِي مِنْقَارِهِ حَصَاةً مِثْلَ حَصَاةِ الْخَذْفِ أَوْ دُونَ حَصَاةِ الْخَذْفِ، فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: ورَبِّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَا تُرِيدُ إِلَّا الْقَوْمَ، حَتَّى لَمَّا صَارُوا فَوْقَ رُؤُوسِهِمْ أَجْمَعَ أَلْقَتِ الْحَصَاةَ فَوَقَعَتْ كُلُّ حَصَاةٍ عَلَى هَامَةِ رَجُلٍ فَخَرَجَتْ مِنْ دُبُرِهِ فَقَتَلَتْهُ، فَمَا انْفَلَتَ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ يُخْبِرُ النَّاسَ، فَلَمَّا أَنْ أَخْبَرَهُمْ أَلْقَتْ عَلَيْهِ حَصَاةً فَقَتَلَتْهُ.

٢٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: كَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يُفْرَشُ لَهُ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ لَا يُفْرَشُ لِأَحَدٍ غَيْرِهِ، وكَانَ لَهُ وُلْدٌ يَقُومُونَ عَلَى رَأْسِهِ فَيَمْنَعُونَ مَنْ دَنَا مِنْهُ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وهُوَ طِفْلٌ يَدْرَجُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى فَخِذَيْهِ، فَأَهْوَى بَعْضُهُمْ إِلَيْهِ لِيُنَحِّيَهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: دَعِ ابْنِي فَإِنَّ الْمَلَكَ قَدْ أَتَاهُ.

٢٧ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُعَلَّى، عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدٍ، عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله مَكَثَ أَيَّاماً لَيْسَ لَهُ لَبَنٌ، فَأَلْقَاهُ أَبُو طَالِبٍ عَلَى ثَدْيِ نَفْسِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِ لَبَناً فَرَضَعَ مِنْهُ أَيَّاماً حَتَّى وَقَعَ أَبُو طَالِبٍ عَلَى حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ فَدَفَعَهُ إِلَيْهَا.

٢٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ مَثَلَ أَبِي طَالِبٍ مَثَلُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ أَسَرُّوا الْإِيمَانَ وأَظْهَرُوا الشِّرْكَ فَآتَاهُمُ اللهُ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ.

٢٩ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ومُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ عليه السلام قَالَ: قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ كَافِراً؟ فَقَالَ: كَذَبُوا كَيْفَ يَكُونُ كَافِراً وهُوَ يَقُولُ:

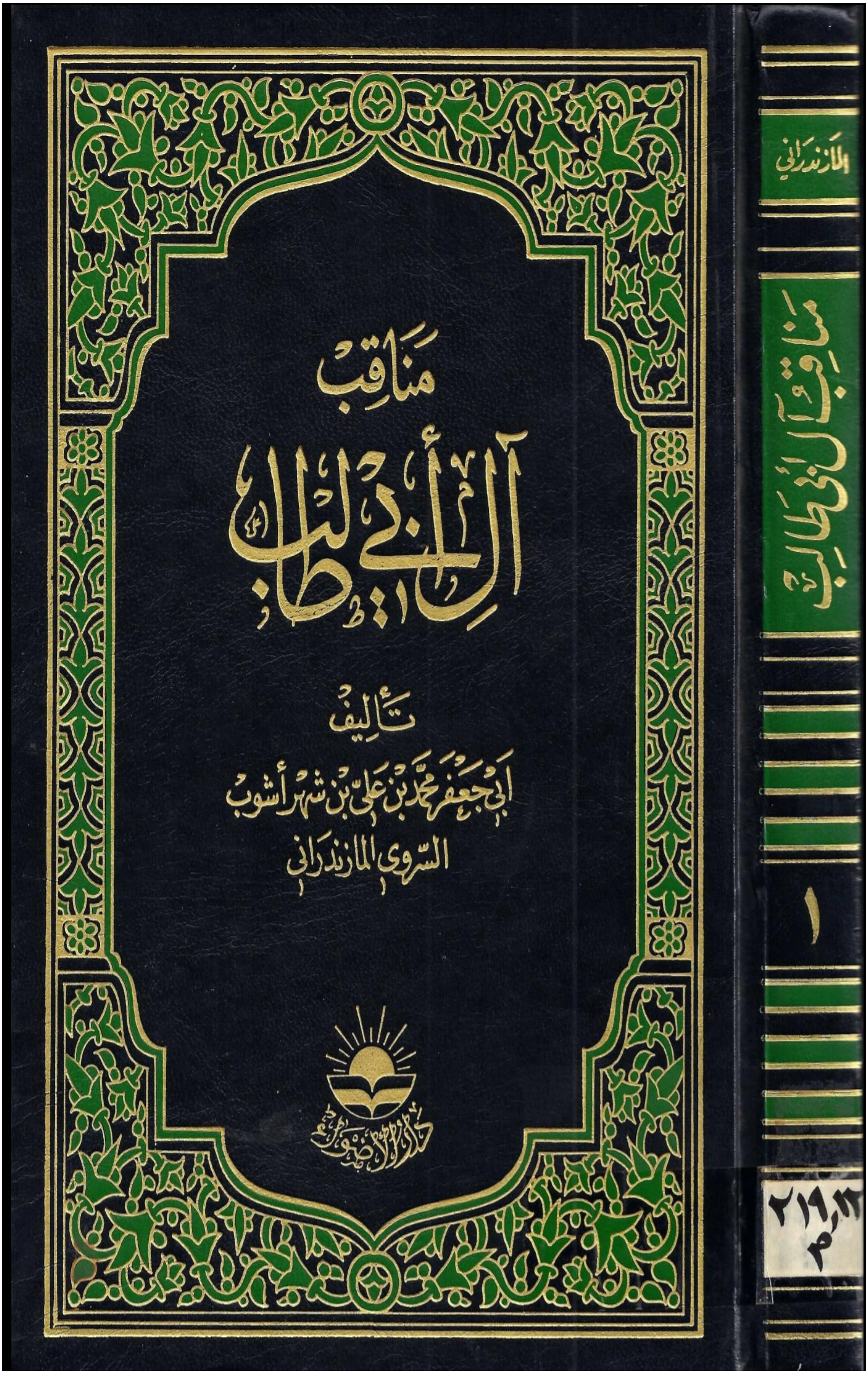
مناقب
آل أبي طالب
تأليف
أبي جعفر محمد بن علي بن شهر أشوب
السروي المازندراني
المازندراني
مناقب آل أبي طالب
1

واستلبوا إرثكم منكم من غير حقٍّ بيد القسر
كسرتم الدين ولم تعلموا وكسرة الدين بلا جبر
فيا لها مظلمة أولجت على رسول الله في القبر

وكان يرى النور في آباء النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم خلفاً عن سلف .

لما قصد أبرهة بن الصباح(١) **لهدم الكعبة** : أتاه عبد المطلب ليسترد منه إبله فقال تعلمني في مائة بعير وتترك دينك ودين آبائك ، وقد جئت لهدمه فقال عبد المطلب : أنا ربُّ الإبل وإنَّ للبيت ربّاً ! سيمنعه منك ، فرد إليه إبله ، فانصرف إلى قريش ، فأخبرهم الخبر فاخذ بحلقة الباب قائلاً :

يا ربِّ لا أرجو لهم سواكا يا ربِّ فامنع منهم حماكا
إن عدو البيت من عاداكا امنعهم أن يخربوا قراكا(٢)

وله أيضاً

لا همَّ إن المرء يمنع رحله فامنع رحالك لا يغلبن صليبُهُمْ ومحالهم عدواً مِحَالَكْ(٣)

فانجلى نوره على الكعبة فقال لقومه : انصرفوا فوالله ما انجلى من جبيني هذا النور إلاّ ظفرت ، والآن قد انجلى عنه وسجد الفيل له فقال للفيل : يا محمود ، فحرك الفيل رأسه ، فقال له تدري لما جاؤوا بك ؟ فقال الفيل برأسه لا : فقال جاؤوا بك لتهدم بيت ربك أفتراك فاعلاً ذلك ؟ فقال الفيل برأسه لا .

وكانت امرأة يقال لها فاطمة بنت مرة : قد قرأت الكتب ، فمر بها عبد الله بن

= الصادق بن محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين بن علي بن أبي طالب (الشريف المرتضى ، أبو القاسم ، علم الهدى) متكلم ، فقيه ، أصولي ، مفسر ، أديب ، نحوي ، لغوي ، شاعر . ولد في رجب ٣٥٥ وتوفي ببغداد في ٢٥ ربيع الأول ٤٣٦ هـ . من تصانيفه الكثيرة : ايقاظ البشر في القضاء والقدر . والأبيات في الديوان من قصيدة يرثي بها جده الحسين عليه السلام ١/٥٣٨ .

معجم المؤلفين ٧/٨١)

(٩) وفي بعض النسخ : يحلفوا وهو تصحيف . ويحفلوا : يهتموا .

(١) أبرهة بن الصباح : هو أبرهة الأشرم ، نصراني بنى كنيسة القلّيس فدنسها بعض العرب بالعذرة ، فغضب وجهز جيشاً لهدم الكعبة ، فأنزل الله عليهم طيراً أبابيل ترميهم بحجارة من سجيل .

(٢) وفي بعض النسخ : أنهم لم يقهروا قواكا .

(٣) المحال : بالكسر الكَيد والقوة والعقاب من الله والتدبر وفي التنزيل العزيز : ﴿ وهو شديد المحال ﴾ .

المعجم الوسيط ٢/٨٥٦)

آغا خمینی کی کتاب امامت اور انسان کامل میں خمینی صاحب نے محمدؐ کو رب لکھا ہے۔۔

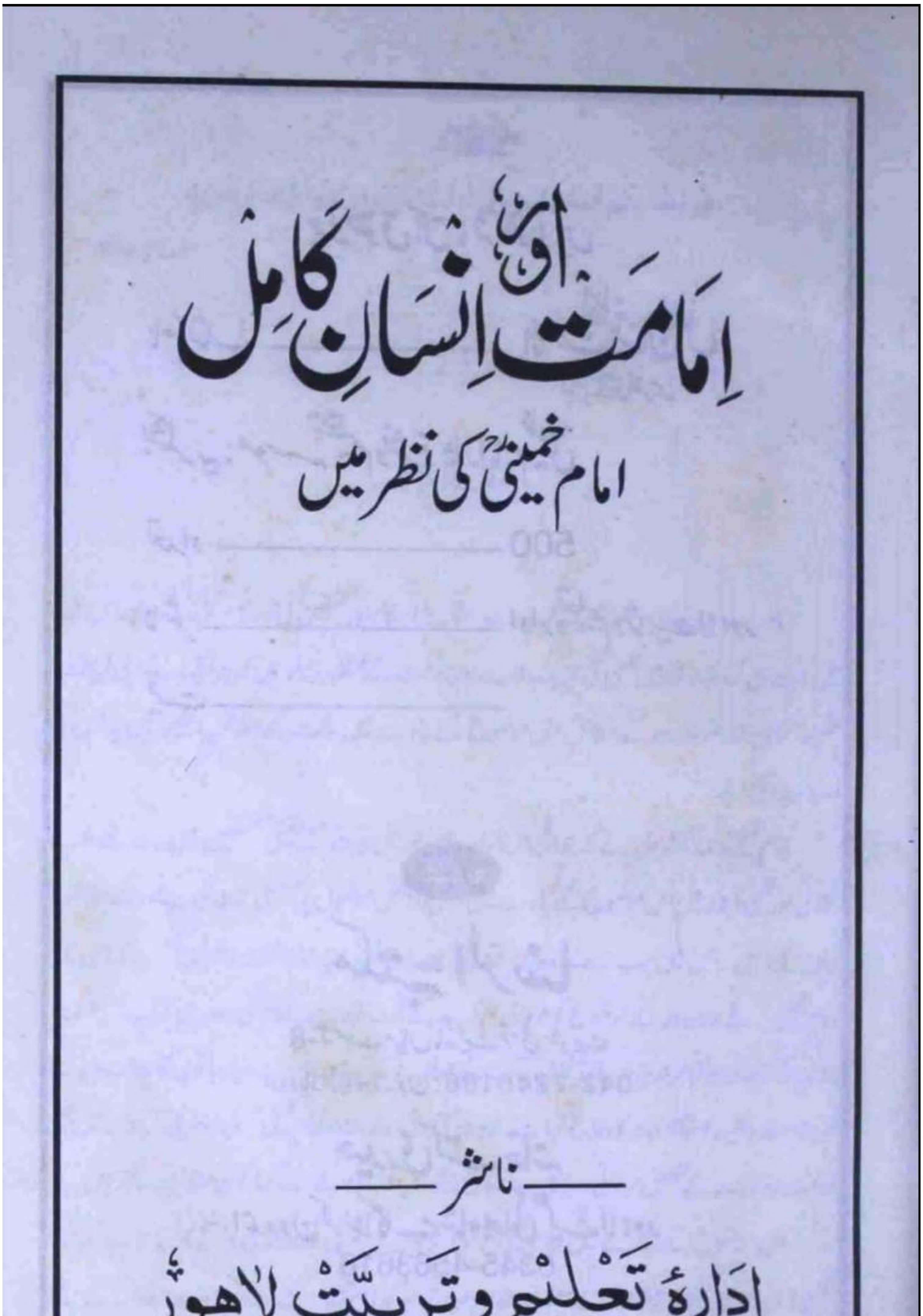

امامت اور انسانِ کامل

امام خمینیؒ کی نظر میں

ناشر

ادارۂ تعلیم و تربیت لاہور

۲۷

عظیم ترین اور کامل خلافت کے سزاوار قرار پائے۔ اسی طرح وہ مقام "ظلومیت"۱ کے بھی مستحق قرار پائے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جملہ مقامات سے آگے نکل جانے، انانیت وانیت (خود پرستی وخود بینی) کے تمام بتوں کو توڑنے نیز جہولیت۲ کے صنم کو ختم کرنے کا نام ہے جو فنا از فنا، جہل مطلق اور مکمل عدم سے عبارت ہے۔ (۲۳)

انسان کامل برزخ کبریٰ کے مقام کا حامل

انسان کامل تمام اسماء وصفات کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ اسم جامع کے ذریعے اللہ کا پروردہ ہوتا ہے اسی لئے کسی اسم کو اس میں تصرف کا غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود بھی چونکہ "کون" جامع میں متصرف ہوتا ہے اور وہ تمام اسماء کا یکساں طور پر مظہر ہوتا ہے، نیز وہ وسطیت اور برزخیت کبریٰ کا حامل ہوتا ہے، نیز اس کا سفر بھی اسم جامع والے طریق مستقیم اور راہ وسطیٰ کے مطابق ہوتا ہے دیگر عوالم میں سے ہر عالم میں اسمائے محیطہ یا غیر محیطہ میں سے کسی نہ کسی میں اس کا تصرف ہوتا ہے اور وہ اسی اسم کا مظہر ہوتا ہے۔ (۲۴)

ظلّ الله، انسان کامل کی حقیقت

"ظل منبسط" اللہ کا ظل (سایہ) ہے رحمٰن کا نہیں کیونکہ ظل منبسط کی حقیقت انسان کامل کی حقیقت سے عبارت ہے اور انسان کامل کا ربّ اسم اعظم (اللہ) ہے جو وجود جامع ہے۔ (۲۵)

اسم اعظم انسان کامل کی خلقت کا سرچشمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت اور اس کی تعلیم وتربیت کو ربّ محمد ﷺ سے منسوب فرمایا ہے۔ ربّ محمدؐ جیسا کہ علم الاسماء میں مذکور ہے جامع اسم اعظم ہے۔ یہ اسم اعظم انسان کامل کی خلقت کا سرچشمہ ہے اور دیگر موجودات میں اتنی لیاقت وصلاحیت نہیں کہ یہ اسم اعظم ان کی تخلیق کا سرچشمہ ہو۔ (۲۶)

اہل بیت علیہم السلام اسم اعلیٰ کے مظہر

حدیث میں مذکور ہے ﴿نحنُ الاسماءُ الحسنیٰ﴾۳ مقام ظہور میں اسم اعلیٰ پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ

۱۔۲۔ سورۂ احزاب کی آیت ۷۲/ ﴿وأشفقن منها وحملها الانسان انّه كان ظلوماً جهولاً﴾ "وہ اس (امانت) سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھالیا کہ وہ ستمگر و نادان تھا" کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ امام صادقؑ نے فرمایا: "اللہ کی قسم ہم اسماء حسنیٰ ہیں" (اصول کافی، ج۱، ص۱۴۳، کتاب التوحید، باب النوادر، ح۴)۔

سلیم بن قیس کی کتاب اسرار آلِ محمد میں رسولؐ نے علیؑ کو زمین کا رب کہا ہے۔

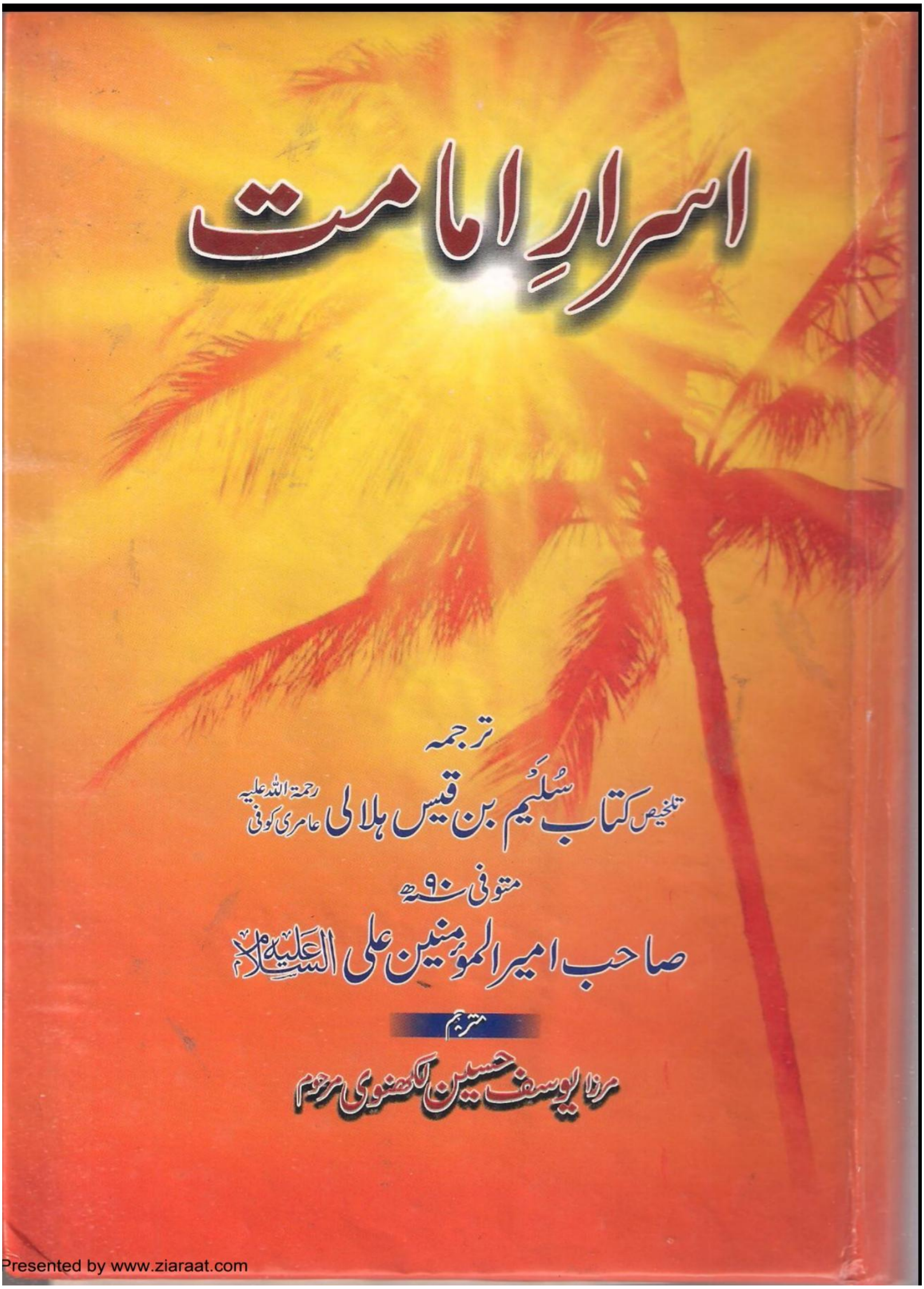

دوں یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت کے ہر مؤمن کے ولی ہیں جو ان سے محبت رکھے خدا اس کا دوست اور جو ان سے عداوت رکھے خدا اس کا دشمن ہے جو انہیں محبوب رکھے وہ خدا کا محبوب اور جو ان سے بغض رکھے خدا اس سے بغض رکھتا ہے ان سے وہی محبت رکھے گا جو صاحب ایمان ہوگا اور وہی عداوت رکھے گا جو کافر ہوگا وہ میرے بعد زمین کا رب[1] اور سکون کا سبب ہے اور ایک نسخہ میں ہے کہ وہ زمین کا بوجھ اٹھانے والا اور اس کا سکون ہے وہ خدا کا کلمۂ تقویٰ اور اس کی مضبوط گرہ ہیں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھا دو حالانکہ خدائے تعالیٰ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا اگر چہ اسے مشرک گوارا نہ کریں (دوسری روایت میں ہے کہ اگر چہ کافر گوارا نہ کریں)۔

اور خدا کے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ میرے بھائی کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اسے ناپسند کرتا ہے مگر یہ کہ وہ اس کے نور کو کامل کر کے رہے گا۔

ایہا الناس! جو لوگ یہاں ہیں انہیں چاہئے کہ میرا یہ کلام انہیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں خداوندا تو گواہ رہنا اے لوگو! خدا نے پھر تیسری نظر ڈالی پس میرے بعد ان بارہ وصیّوں کو منتخب کیا جو میرے اہل بیت میں سے گیارہ امام میرے بھائی کے بعد یکے بعد دیگرے امام خلق (مخلوق) جب ایک وفات پائے گا تو دوسرا اس کا قائم مقام ہوگا ان کی شان ایسے ہے جیسے آسمان پر ستارے ہوں جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ طلوع کرتا ہے اس لیے وہ آئمہ ہدایت ہیں انہیں نہ کسی کا مکر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی کا چھوڑ جانا بلکہ خدا اسے بے وفائی کی سزا دے گا پس وہ زمین میں خدا کی رحمت ہیں اور اس کی مخلوق کے گواہ ہیں جس نے ان کی پیروی کی اس نے خدا کی پیروی کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے نہ وہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان

[1] بفرمانِ رسولؐ علی علیہ السلام زمین کے رب ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

آخر میں **علامہ باقر مجلسی** کی کتاب **جلاء العیون** جلد دوم سے ایک طویل

حدیث پیش کرتا ہوں

جہاں مولا نے خود کو آسمان و زمین، جن و انس، ملائکہ ہر شہ کا رب کہا ہے۔

جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ـ 260756, 269598

Presented bv www.ziaraat.com

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضر و موجود) شاید نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آیہ مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان وزمین و مخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو اولیاء برحق ہیں۔ انہیں ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضر و ناظر) قرار دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہٰذا بعد خدا ور رسول اور اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور اولیاء برحق ہیں

وجود رسول و آل رسول قبل مخلوق تھا حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام

نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب صیانت البدایہ مصنفہ علامہ نور اللہ عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اوّل ص۱۹۵ سے تحریر کرتے ہیں جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابو بصیر منارب) العرش و الکرسی و منارب) سمٰوٰت و الارض و منارب الشمس و القمر و الکواکب و الحجب و السرادق ونحن ارباب ذالک الاسباب و ان اللہ ھو ربّ الارباب، یعنی ہم ہیں رب عرش وکرسی کے اور ہم ہیں رب آسمان وزمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب لوح قلم کے۔ اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس و قمر کواکب اور حجاب ہائے قدس و جلال و سرادق عظمت و کمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے رب اور خداوند کریم رب الارب ہے۔ ابو بصیر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں قربان جاؤں آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمائیے فرمایا ابو بصیر رب کے معنی مالک اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی زبانی عزیز مصر کو رب کہا ہے و قال اللذی ظن انّہٗ ناج منھما اذکرنی عند ربک (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا حضرت یوسفؑ نے کہا۔ کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک (یوسف) جب شاہی قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا) کہا اپنے رب (مالک) کی طرف پلٹ جاؤ۔ نیز اسے

ابو بصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے واشرقت الارض بنور ربہا (زمر)
اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے
نور خدا کیونکہ تو دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے لن ترانی
تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو
اللطیف الخبیر (انعام) باقی رہا۔ فلما تجلیٰ ربہ للجبل (اعراف) پس یہاں رب سے مراد امام
حجت خدا ہے جو مالک مربی عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابو بصیرؓ وہ نور امامت ائمہ اہل بیت
رسالت تھا۔ جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کر سکے اور اس میں
یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہو سکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا
تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یزل ولا یزال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور
حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ اے ابو بصیرؓ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مربی) امام
ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی
کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب طہور ہے پس اسی
کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ وسقاھم ربھم شرابًا طھورا (دہر) اور ان کا رب (امام)
ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابو بصیرؓ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی خلقت
انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابو بصیرؓ اللہ تھا۔
اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار
ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زمانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری
تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بہ سبب محدود ہونے کے ایک
حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرمائے تو زبان قدرت
سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور اس نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابو بصیرؓ یہ نور و
روح اس کے حبیب و مجیب حضرت محمد مصطفیٰ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد
فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلذا نحن کلمۃ اللہ
العلیا۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی
بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ
انبیاء تھے نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ سرادق

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفصل و جدا ہوا۔ جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفصل نورنا من نورہ کشعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور ہمیشہ تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح و تہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت و رحمت و التفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتم المرادون انتم المریدون و انتم خیادی من خلقی فوعزتی وجلالی لولاکم لما خلقت شیئاً اے میرے بندو! خلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدۂ خلائق ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطر نیست سے بست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلوا دیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ والخلق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصہ الٰہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے۔ ہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ماسویٰ اللہ پر حاکم و متصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الٰہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع و واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیر ہمارا نور اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک عمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہ ہیبت و جلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش و کرسی پیدا ہوئے پس عرش و کرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و ملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء و ملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ جمیع الانبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء والملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیر جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب السمٰوٰت والارض ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب اللوح والقلم ہیں۔ اور امام حسین سید الشہدا السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور حورالعین ہیں۔ اے ابو بصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر۔ کواکب اور حجابہائے نور و سرادق عظمت اور مومنوں کی روحیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روحیں ہماری مائل اور مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا یاعلی اباو انت ابواہ ھذہ الامتہ اے علیؑ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی ونحن ارباب ذلک الاسباب ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جب خدا نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب ہوا۔ استکبرت ام کنت من العالین (ص) کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا اس وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی شئے نہ تھی سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی شے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہوسکتی ہم ہی اوّل البشر و ابوالبشر و اوّل الانبیاء و افضل الخلق و مبدا الکائنات و اوّل العابدین و اوّل المؤمنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت آدم

مقصروں کو جواب:-

مقصر دلیل کے طور پر آئمہ معصومین کے چند فرمان نقل کرتے ہیں جن میں معصومین نے خود کو رب کہنے سے منع کیا ہے۔احادیث کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مومنین پر واضح ہو جائے کہ ان احادیث میں رب کے معنی کیا ہیں جس سے منع فرمایا گیا ہے۔

یہ بات تو واضح ہے کہ معصوم کی احادیث کبھی بھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی۔اگر معصوم سے منسوب کوئی حدیث قرآن کے خلاف نظر آئے تو حکم معصوم ہے کہ ایسی احدایث کو قبول نا کرو۔جیسا کہ اوپر ہم نے بہت ساری قرآنی آیات سے استدلال کر کے پیش کیا ہے کہ قرآن میں عام انسان کو بھی رب کہا گیا ہے والدین کو بھی رب کہا گیا ہے۔تو پھر معصوم قرآن کے خلاف کیوں کوئی بات کریں گیں؟؟؟

یا تو یہ احادیث غلط ہیں۔اور اگر یہ احادیث درست ہیں تو پھر ایک ہی بات ممکن ہے کہ مقصروں نے ان احادیث کا غلط مطلب اخذ کیا ہے۔

جیسا کہ مقصر یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ معصوم نے فرمایا

(ہمیں ربوبیت سے نیچے رکھو اور پھر ہمارے فضائیل میں سے جو چاہو بیان کرو)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مولا نے خود کو **مطلق رب** کہنے سے منع فرمایا ہے۔ **مطلق رب** اس کو کہتے ہیں جسکے اوپر کوئی رب نہ ہو اور مطلق رب صرف اللہ ہے جسکے اوپر کوئی رب نہیں۔ کیونکہ معصوم کی حدیث نہ تو قرآن کے خلاف ہوتی ہے اور نہ ہی معصومین کے اپنے اقوال میں بھی تضاد نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر قرآن کی بہت سی آیات اور روایات سے استدلال کیا ہے کہ رب سے مراد معصومین ہی ہیں تو معصوم نے خود کو مطلق رب کہنے سے ہی منع فرمایا ہے۔

حدیث میں لفظ الرب ھے اور رب پر جو الف لام ھے ذھنی ھے وہ اشارہ ھے ذھن میں موجود اللہ عزوجل کی طرف یہاں سے ہی رب مطلق کا پتا چلتا ہے کہ معصوم نے خود کو مطلق رب کہنے کا منع کیا ہے۔

یہاں پر ایک حوالہ تفسیر بغوی سے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے تفسیر بغوی کا مختصر تعارف کرواتے ہیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس تفسیر کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرطبیؒ، زمخشری اور بغوی رحمہم اللہ کی تفاسیر میں امام بغوی رحمہ اللہ کی تفسیر کو باقی دونوں پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا: "فاسلمها من البدعة و الاحاديث الضعيفة البغوی" (فتاویٰ ابن تیمیہ ج2 ص194) یعنی ان تینوں میں بدعتی نظریات اور ضعیف احادیث سے محفوظ ترین تفسیر امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

تفسیر بغوی اردو جلد اول صفحہ 8

مختصر تعارف کے بعد آتے ہیں اصل موضوع کی طرف۔ سورت فاتحہ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ

رب العالمین الرحمٰن الرحیم "رب بمعنی مالک ہے جیسے مالک دار کو رب الدار کہا جاتا ہے اور رب الشئی بھی اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس شئی کا مالک ہو جائے اور رب بمعنی تربیت و اصلاح کے بھی آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ "رب فلان الضيعة يربها "یعنی فلاں نے زمین کی اصلاح کی اور رب کا لفظ ایسا ہے جیسے کہ "طب "اور "بر "کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تمام عالمین کے مالک و مربی ہیں اور مخلوق کو ھوالرب نہیں کہا جا سکتا (یعنی رب کے لفظ پر الف لام لگا کر الرب کا استعمال مخلوق کے لئے نہیں کیا جا سکتا۔) ہاں اضافت کے ساتھ رب کا استعمال صحیح ہے مثلاً "رب الارض، رب المال" کہا جا سکتا ہے کیونکہ الف لام تعمیم کے لئے ہے (لہٰذا الرب کا معنی ہو گا ہر شئی کا مالک) جبکہ مخلوق ہر شئی کی مالک نہیں ہو سکتی

تفسیر بغوی اردو جلد اول صفحہ 32،31

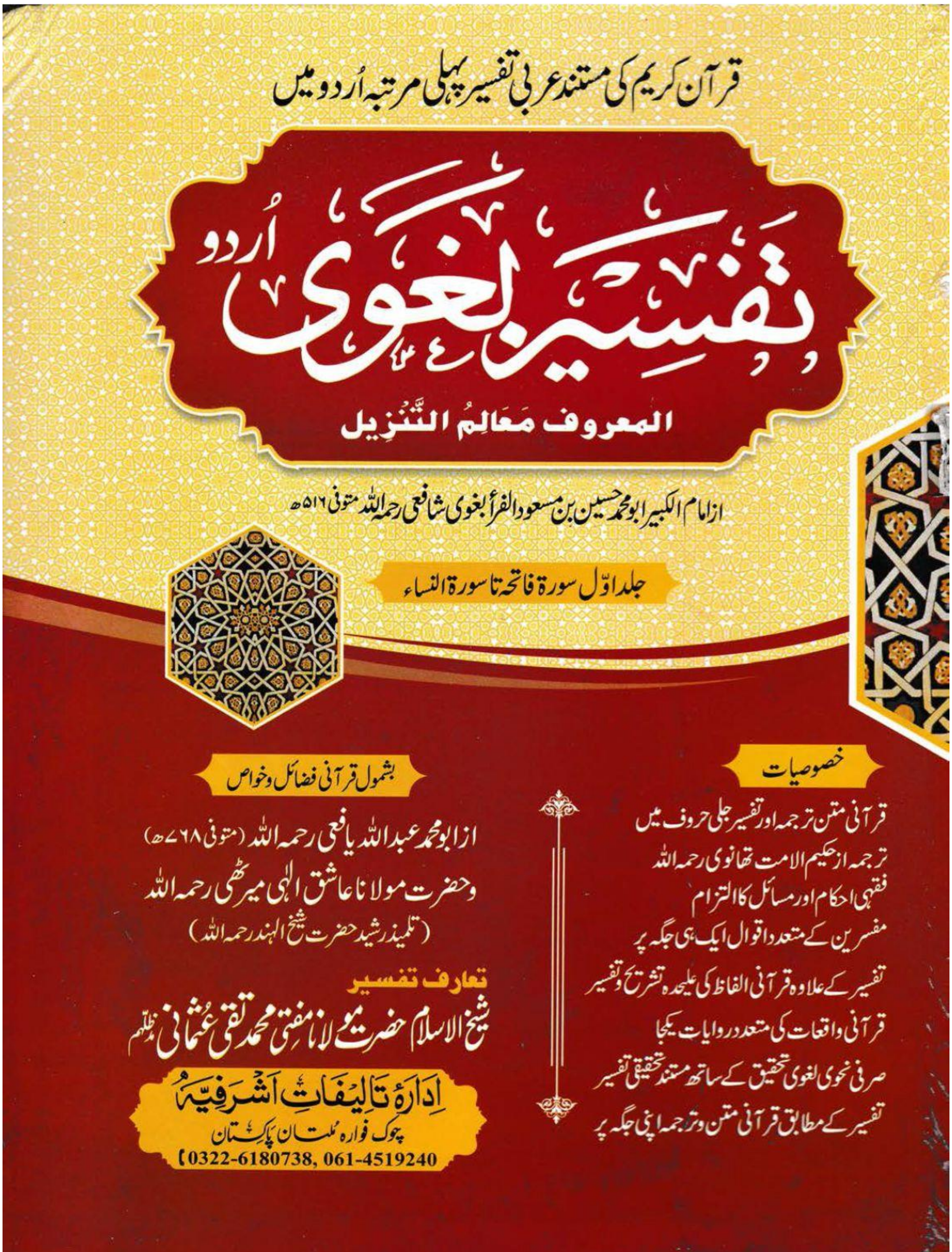

www.shiatiger.com

اہتمام موجود ہے، ضعیف اور منکر روایات اس تفسیر میں کم ہیں۔

❸......وہ اسرائیلی روایات جن سے اکثر تفسیریں بھری ہوئی ہیں، اس کتاب میں زیادہ نہیں ہیں۔

❹......امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر زور قرآن کریم کے مضامین کی تفہیم پر دیا ہے اور نحوی اور کلامی مباحث کی تفصیلات سے گریز کیا ہے۔

اسی لیے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرطبی، زمخشری اور بغوی رحمہم اللہ کی تفاسیر میں امام بغوی رحمہ اللہ کی تفسیر کو باقی دونوں پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا: "فاسلمها من البدعة والاحادیث الضعیفة البغوی" (فتاویٰ ابن تیمیہ ج:۲، ص:۱۹۴) یعنی ان تینوں میں بدعتی نظریات اور ضعیف احادیث سے محفوظ ترین تفسیر امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

معالم التنزیل متعدد بار مصر سے شائع ہو چکی ہے لیکن آخر دور میں یہ خالد بن عبدالرحمٰن العک اور مروان سوار کی تحقیق و تعلیق اور مقدمے کے ساتھ شائع ہوئی جو اس کتاب کا سب سے بہتر ایڈیشن ہے۔ اوّل تو اس میں پیراگرافوں اور فقروں کی تقسیم و ترقیم کا اہتمام کر کے اس سے استفادہ کو آسان بنا دیا گیا ہے، دوسرے ان دونوں نے اپنے ذیلی حواشی میں امام بغوی رحمہ اللہ کی بیان کردہ احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا ہے۔ تیسرے بہت سی جگہوں پر مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ چوتھے کتاب کے شروع میں اُصولِ تفسیر اور امام بغوی رحمہ اللہ کی سوانح پر مشتمل ایک اچھا مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔

لیکن یہ نسخہ پاکستان میں دستیاب نہیں تھا، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ کے مالک مولانا محمد اسحاق صاحب مدظلہ نے جن کی شائع کی ہوئی مطبوعات کی تعداد ماشاءاللہ تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس نسخے کا فوٹو لے کر شائع کیا ہے۔ طباعت کا معیار بہت اچھا ہے اور اُمید ہے کہ اہل علم اس گراں قدر علمی تحفے کی پوری قدردانی کریں گے۔

(ماہنامہ البلاغ کراچی جمادی الاخریٰ، ۱۴۰۸ھ)

جس طرح میں نے تجھ پر پڑھا۔ پھر فرمایا بسم اللہ ساتویں آیت ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو تمہارے لیے ذخیرہ کر کے رکھا اور تم سے پہلوں میں سے کسی پر بھی نہ ظاہر فرمایا۔ (یہ روایت بھی ان حضرات کی دلیل ہے جو بسم اللہ کو سورۃ الفاتحہ کا حصہ سمجھتے ہیں۔)

اور جو حضرات بسم اللہ کو سورۃ الفاتحہ کا حصہ نہیں سمجھتے ان کی دلیل یہ روایت ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے مقتدی بن کر کھڑا ہوا۔ یہ سب حضرات جب نماز کا آغاز (فاتحہ سے) فرماتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بسم اللہ کے نازل ہونے تک دو سورتوں کے درمیان امتیاز معلوم نہیں کر سکتے تھے۔

علامہ شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں قریش کے طریق کے مطابق "باسمک اللھم" لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ "بسم اللہ مجریھا" نازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ لکھنی شروع کی۔ پھر جب "قل ادعوا اللہ او دعوا الرحمٰن" کا نزول ہوا تو آپ بسم اللہ الرحمن لکھنے لگے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پھر اس کے مطابق بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔

❷ (الحمد للہ) یہ جملہ لفظاً خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ مستحق حمد کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جو کہ ذات باری تعالیٰ ہے اور اس میں مخلوق کو تعلیم دی گئی ہے۔ تقدیری عبارۃ یوں ہوگی قولوا الحمد للہ یعنی الحمدللہ کہو۔ حمد کبھی نعمۃ کا شکر ادا کرنے کے معنی میں ہوتی ہے اور کبھی خصال حمیدہ یعنی اچھے اوصاف کی تعریف کرنے کے معنی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "حمدت فلانا علی ما اسدی الیّ من نعمۃ" کہ میں نے فلاں کی نعمت عطا کرنے پر تعریف کی اور یوں بھی کہا جاتا ہے "حمدتہ علی علمہ و شجاعتہ" کہ میں نے فلاں کی تعریف اس کے علم اور دلیری پر کی اور شکر سوائے عطاء نعمۃ کے ادا نہیں کیا جاتا اور حمد شکر سے عام ہے لہٰذا "شکرت فلاناً علیٰ علمہ" کہ میں نے فلاں کے علم کا شکر ادا کیا۔ لہٰذا ہر حمد کرنے والا شکر کرنے والا ہوگا مگر ہر شاکر حامد نہ ہوگا۔ (یہ ترجمہ علامہ بغوی کی عبارت کے مطابق ہے ورنہ حامد و شاکر میں نسبت اس کے برعکس ہے ہر شاکر حامد ہے مگر ہر حامد شاکر نہیں) (دونوں کے فرق کے بارے میں) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمد زبان سے قولاً ہوتی ہے اور شکر اعضاء سے فعلاً ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وقل الحمدللہ الذی لم یتخذ ولدا" اور کہئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اولاد نہیں پکڑی۔ (یہاں حمد کا تعلق قل کہہ کر زبان سے قائم فرمایا) اور فرمایا "اعملوا آل داؤد شکرا" یعنی اعمال (صالحہ) کا عمل شکر کی خاطر اختیار کرو۔ لہٰذا شکرا مفعول لہ ہے اور اعملوا کے باعث (بوجہ مفعول لہ ہونے کے) منصوب ہے۔ للہ اس میں لام استحقاق کے لیے ہے جیسے کہا جاتا ہے "الدار لزید" یعنی اس گھر کا مستحق (مالک) زید ہے۔

"رب العالمین الرحمٰن الرحیم" رب بمعنی مالک ہے جیسے مالک دار کو رب الدار کہا جاتا ہے اور رب الشیٔ بھی اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس شئی کا مالک ہو جائے اور رب بمعنی تربیت و اصلاح کے بھی آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے "رب

www.shiatiger.com

فلان الضیعة یربھا" یعنی فلاں نے زمین کی اصلاح کی اور رب کا لفظ ایسا ہے جیسے کہ "طبٌّ" اور "برٌّ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تمام عالمین کے مالک و مربی ہیں اور مخلوق کو ھو الرب نہیں کہا جائے گا (یعنی رب کے لفظ پر الف لام لگا کر الرب کا استعمال مخلوق کے لیے نہیں کیا جا سکتا۔)

www.shiatiger.com

ہاں اضافت کے ساتھ رب کا استعمال صحیح ہے مثلاً "رب الارض، رب المال" کہا جا سکتا ہے کیونکہ الف لام تعمیم کے لیے ہے (لہٰذا الرب کا معنی ہوگا ہر شئی کا مالک) جبکہ مخلوق ہر شئی کی مالک نہیں ہو سکتی۔ اور العالمین جمع عالم کی ہے اور عالم جمع ہے من لفظہ اس کی واحد نہیں آتی۔ العالمین کی تفسیر میں مفسرین نے اختلاف کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انسان و جن عالم ہیں کیونکہ جن و انس خطاب الٰہی کے ساتھ مکلّف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "لیکون للعالمین نذیراً" (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انسان و جن کے لیے نذیر ہیں لہٰذا عالمین سے مراد انسان و جن ہوں گے۔) حضرت مجاہد اور حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کہ عالمین سے مراد پوری مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا" (یہاں اس آیت کریمہ میں عالمین کا لفظ کل کائنات پر بولا گیا)

عالمین کا لفظ عَلَم یا علامت سے مشتق ہے پوری مخلوق کو عالم اس لیے کہا گیا کیونکہ صنعۃ الٰہی کا اثر ان میں ظاہر ہے۔

حضرت ابو عبید فرماتے ہیں کہ عالمین کا لفظ چار قسم کی مخلوق کو شامل ہے۔ ❶ فرشتے ❷ انسان ❸ جنات ❹ شیاطین۔ دریں صورۃ عالمین عِلم سے مشتق ہوگا اور چوپائے جانور عالمین میں داخل نہ ہوں گے کیونکہ یہ ذی عقل نہیں ہیں۔

عدد عالمین کا ذکر

عالمین کے مبلغ عدد میں اختلاف ہے۔ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار (۱۰۰۰) عالم ہیں۔ چھ سو (۶۰۰) سمندر میں اور چار سو (۴۰۰) خشکی میں حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) ہزار عالم ہیں چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سمندر میں اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) خشکی میں۔

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ (۱۸) ہزار عالم ہیں جن میں سے یہ کل کائنات ایک عالم ہے اور خرابہ کے مقابل آبادی کی حیثیت ایسی ہے جیسے صحرا میں ایک خیمہ۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ عالمین کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ فرماتے ہیں وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ کہ تیرے رب کے لشکروں کو سوا اس کے کوئی نہیں جانتا۔

"مالک یوم الدین" حضرت عاصم اور کسائی اور یعقوب نے (مالک) پڑھا اور باقیوں نے "مَلِکِ" پڑھا۔ ایک قوم نے کہا دونوں کا معنی ایک ہے جیسے فرھین اور فارھین، حذرین اور حاذرین۔

لہٰذا مالک اور مِلِک دونوں کا معنی الرب ہے۔ چنانچہ رب الدار اور مالک الدار کا معنی ایک ہوگا۔ بعض نے کہا مالک وہ ہے جو اشیاء کے عدم سے وجود کی طرف لانے کی اختراع پر قادر ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں ہے۔ ابو عبید

شیعہ قوم سے ایک گزارش

موجودہ دور میں سب سے زیادہ خطرہ اگر کسی مذہب کو ہے تو وہ مذہب شیعہ مذہب ہے۔ایک طرف شیعہ قوم کی نسل کشی کی جارہی ہے تو دوسری طرف مذہب تشیع کے بنیادی عقائد کو خراب کیا جارہا ہے۔اور میری نظر میں شیعہ قوم کی نظر کشی اتنی نقصاندہ نہیں ہے جتنی عقائد کی خرابی نقصادہ ہے۔اس لیے یہ ہمارا فریضہ ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت کریں اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں کہ ان کو شیعت کے تمام عقائد کی آشنائی ہو۔اور اسکے لیے پہلا اہم قدم یہ ہے کہ علمائے سوء سے اپنے ممبر کو بچائیں۔

سجود و سلام ہوں

اللہ کے ان برگزیدہ بندوں پر جو تمام مخلوقات کے خالق ہیں

جن پر درود پڑھنا اللہ نے خود پر واجب کر رکھا ہے۔

لعنت ہو

اللہ، آئمہؑ، انبیاءؑ، ملائکہؑ اور تمام مومنین کی ان پر جو تلوار قلم

اور زبان سے اہل بیتؑ کی مخالفت کرتے ہیں۔